تبیان القرآن
مترجم ومفسر
علامہ غلام رسول سعیدی
فرید بک سٹال

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ
اور ہم نے آپ پر اس کتاب کو نازل کیا ہے جو ہر چیز کا روشن بیان ہے
تبیان القرآن
یاقوت
علامہ غلام رسول سعیدی
شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی۔ ۳۸
فرید بک سٹال
۳۸۔ اردو بازار لاہور

Marfat.com

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ
اور ہم نے آپ پر اس کتاب کو نازل کیا ہے جو ہر چیز کا روشن بیان ہے

تبیان القرآن

جلد پنجم

التوبہ تا یوسف

علامہ غلام رسول سعیدی
شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی۔ ۳۸

ناشر
فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور۔ ۲

Marfat.com

Copyright ©
All Rights reserved
This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

جملہ حقوق محفوظ ہیں
یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرا، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔
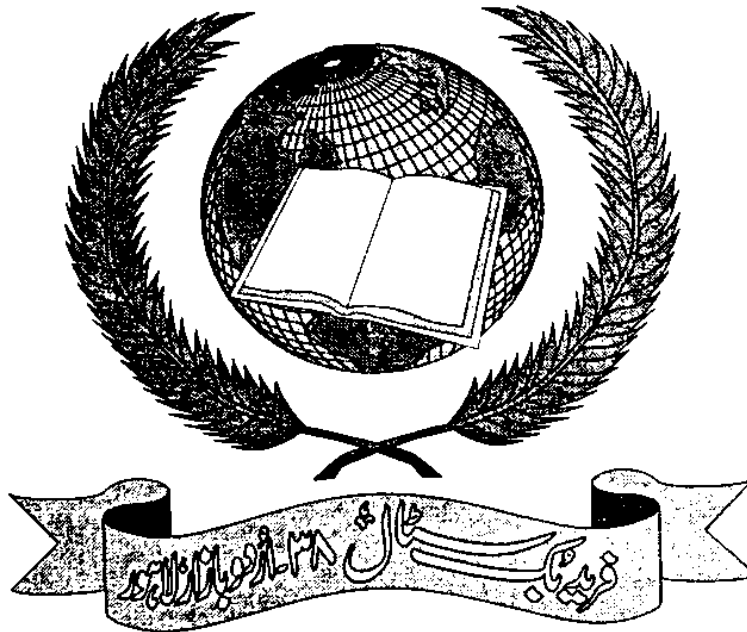
تصحیح : مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی، فاضل علوم شرقیہ
مطبع : رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور
الطبع الاوّل : ذوالقعدۃ 1421ھ / فروری 2000ء
الطبع التاسع : ذوالقعدۃ 1434ھ / ستمبر 2013ء

Farid Book Stall
Phone No:092-42-37312173-37123435
Fax No.092-42-37224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال ۳۸۔ اُردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲-۴۲-۳۷۳۱۲۱۷۳-۳۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲-۴۲-۳۷۲۲۴۸۹۹
ای میل : info@faridbookstall.com
ویب سائٹ : www.faridbookstall.com

Marfat.com

رَاوَدَتۡنِیۡ عَنۡ نَّفۡسِیۡ وَ شَہِدَ شَاہِدٌ مِّنۡ اَہۡلِہَا ۚ اِنۡ کَانَ

اسی نے مجھے اپنی طرف راغب کیا تھا۔ اس عورت کے خاندان میں سے ہی ایک شخص نے گواہی دی اگر یوسف کی

قَمِیۡصُہٗ قُدَّ مِنۡ قُبُلٍ فَصَدَقَتۡ وَ ہُوَ مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۲۶﴾ وَ

قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو وہ عورت سچی ہے اور یوسف جھوٹوں میں سے ہے ○ اور

اِنۡ کَانَ قَمِیۡصُہٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ فَکَذَبَتۡ وَ ہُوَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۲۷﴾

اگر اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو وہ عورت جھوٹی ہے اور یوسف سچوں میں سے ہے ○

فَلَمَّا رَاٰ قَمِیۡصَہٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ قَالَ اِنَّہٗ مِنۡ کَیۡدِکُنَّ ؕ اِنَّ

پھر جب اس نے یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی دیکھی تو اس نے کہا یہ تم عورتوں کی سازش ہے، بے شک

کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ ﴿۲۸﴾ یُوۡسُفُ اَعۡرِضۡ عَنۡ ہٰذَا ٜ وَ اسۡتَغۡفِرِیۡ

تمہاری سازش بہت سنگین ہے ○ یوسف اس سے درگزر کرو اور اے عورت! تم اپنے گناہ کی

لِذَنۡۢبِکِ ۚۖ اِنَّکِ کُنۡتِ مِنَ الۡخٰطِئِیۡنَ ﴿۲۹﴾ ع

معافی مانگو، بے شک تم گناہ گاروں میں سے تھیں ○

۳ ع ۹ ۱۳

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مصر کے جس شخص نے یوسف کو (قافلہ سے) خریدا تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا اس کو تعظیم و تکریم سے ٹھہراؤ، شاید یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اس کو بیٹا بنالیں گے، اور اس طرح ہم نے سرزمین (مصر) میں یوسف کے پاؤں جمادیئے تاکہ ہم ان کو خواب کی تعبیروں کا علم عطا کریں، اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (یوسف: ۲۱)

حضرت یوسف علیہ السلام کے خریدار کے متعلق متعدد روایات

مصر کے جس شخص نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا وہ مصر کا بادشاہ تھا، اس کا لقب عزیز تھا اور اس کا نام قطفیر تھا، یہ سہیلی کا قول ہے اور امام ابن اسحٰق نے کہا اس کا نام اطفیر بن رویحب تھا، اس نے اپنی بیوی کے لیے حضرت یوسف کو خریدا تھا جس کا نام راعیل تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا نام زلیخا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عزیز کے دل میں حضرت یوسف کی محبت ڈال دی تھی تو اس نے اپنی اہلیہ کو یہ وصیت کی کہ اس کو تعظیم و تکریم سے ٹھہراؤ، حضرت ابن عباس نے کہا جس شخص نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا وہ مصر کے بادشاہ کا وزیر قطفیر تھا اور مصر کا بادشاہ الریان بن ولید تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا نام الولید بن ریان تھا اور یہی راجح قول ہے، وہ عمالقہ کی قوم سے تھا اور ایک قول یہ ہے کہ وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا فرعون تھا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے ایک شخص نے فرعون کے دربار میں کہا تھا:

Marfat.com

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ۔ (المومن: ۳۴) اور اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف دلائل کے ساتھ آ چکے ہیں۔

اور فرعون چار سو سال تک زندہ رہا تھا، اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا فرعون، حضرت یوسف علیہ السلام کے فرعون کی اولاد میں سے تھا اور یہ عزیز جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا بادشاہ کے خزانوں پر مامور تھا، اس نے حضرت یوسف کو مالک بن دعر سے بیس دینار میں خریدا تھا اور ایک حلہ اور نعلین زائد دی تھیں، اور ایک قول یہ ہے کہ اس نے حضرت یوسف کو قافلہ والوں سے خریدا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ قافلہ والوں نے حضرت یوسف کی قیمت بڑھا دی تھی۔ ان کی قیمت میں مشک، عنبر، ریشم، چاندی، سونا، موتی اور جواہر تھے جن کی مالیت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قطفیر نے مالک بن دعر کو یہ قیمت دے کر حضرت یوسف کو خریدا تھا۔

کنعان سے مصر تک حضرت یوسف علیہ السلام کے پہنچنے کی تفصیل

وہب بن منبہ اور دیگر نے کہا: جب مالک بن دعر نے حضرت یوسف کو ان کے بھائیوں سے خریدا تو انہوں نے ایک دوسرے کو یہ دستاویز لکھ کر دی: مالک بن دعر نے یعقوب کے فلاں فلاں بیٹوں سے یہ غلام بیس درہم کے عوض خرید لیا ہے اور ان کے بھائیوں نے یہ شرط عائد کی تھی کہ یہ بھاگا ہوا غلام ہے اور اس کو زنجیروں اور بیڑیوں میں باندھ کر رکھا جائے، اور انہوں نے اس پر اللہ کو گواہ بنایا تھا، رخصتی کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا: اللہ تمہاری حفاظت کرے، ہرچند کہ تم نے مجھے ضائع کر دیا ہے، اللہ تمہاری مدد کرے ہرچند کہ تم نے مجھے رسوا کیا ہے، اور اللہ تم پر رحم کرے اگرچہ تم نے مجھ پر رحم نہیں کیا، انہوں نے حضرت یوسف کو زنجیروں اور بیڑیوں سے باندھ کر ننگے پالان پر بٹھایا یعنی پالان پر کوئی فرش یا بچھونا نہیں تھا، جب وہ قافلہ آل کنعان کی قبروں کے پاس سے گزرا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی والدہ کی قبر کو دیکھا، اور ایک سیاہ فام حبشی ان کے پہرے پر مامور تھا، اس لمحہ وہ غافل ہو گیا تو حضرت یوسف نے اپنے آپ کو اپنی والدہ کی قبر پر گرا دیا اور ان کی قبر پر لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ اور ان کی قبر سے گلے لگ گئے اور اضطراب سے کہنے لگے: اے میری ماں! سر اٹھا کر اپنے بیٹے کو دیکھئے، وہ کس طرح زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ گلے میں غلامی کا طوق پڑا ہوا ہے۔ اس کو اس کے بھائیوں نے اس کے والد سے جدا کر دیا، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم کو اپنی رحمت کے مستقر میں جمع کر دے، بے شک وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، ادھر جب اس حبشی نے حضرت یوسف کو پالان پر نہیں دیکھا تو وہ پیچھے دوڑا، اس نے دیکھا کہ وہ ایک قبر کے پاس ہیں، اس نے اپنے پیر سے خاک پر ٹھوکر ماری اور حضرت یوسف کو خاک پر لوٹ پوٹ کر دیا۔ اور آپ کو دردناک مار لگائی۔ حضرت یوسف نے کہا: مجھے مت مارو، اللہ کی قسم میں بھاگا نہیں تھا، میں جب اپنی ماں کی قبر کے پاس سے گزرا تو میں نے چاہا کہ میں اپنی ماں کو الوداع کہوں اور میں دوبارہ ایسا کام نہیں کروں گا جو تم کو ناپسند ہو۔ اس حبشی نے کہا: اللہ کی قسم تو بہت برا غلام ہے، تو کبھی اپنے باپ کو پکارتا ہے اور کبھی اپنی ماں کو پکارتا ہے، تو نے اپنے مالکوں کے سامنے ایسا کیوں نہیں کیا؟ تب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کی: اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میرے یہ کام خطا ہیں تو میں اپنے دادا حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کر دے اور مجھ پر رحم فرما، تب آسمان کے فرشتوں نے چیخ و پکار کی اور حضرت جبریل نازل ہوئے اور کہا: اے یوسف! اپنی آواز کو پست رکھیں، آپ نے تو آسمان کے فرشتوں کو رلا دیا ہے، کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں زمین کا اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کر کے اس زمین کو الٹ پلٹ کر دوں! حضرت یوسف نے کہا: اے جبریل ٹھہرو! بے شک اللہ تعالیٰ حلیم ہے جلدی نہیں کرتا، تو جبریل نے زمین پر اپنا پر مارا تو

Marfat.com

زمین پر اندھیرا چھا گیا اور گرد و غبار اڑنے لگا، اور سورج کو گہن لگ گیا اور قافلہ اس حال میں تھا کہ کوئی شخص دوسرے کو نہیں پہچان رہا تھا، قافلہ کے سردار نے کہا: تم میں سے کسی نے ضرور کوئی ایسا کام کیا ہے جو پہلے نہیں کیا گیا تھا، میں اتنے طویل عرصہ سے اس علاقہ میں سفر کر رہا ہوں، اور میرے ساتھ کبھی اس قسم کا معاملہ پیش نہیں آیا، تب اس حبشی غلام نے کہا میں نے اس عبرانی غلام کو ایک تھپڑ مارا تھا، تب اس نے آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کچھ دعا کی، پتا نہیں اس نے کیا دعا کی، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے ہمارے خلاف دعا کی تھی۔ سردار نے کہا تو نے ہمیں ہلاک کرنے کا سامان کر دیا، اس غلام کو ہمارے پاس لے کر آؤ، وہ حضرت یوسف کو لے کر آیا، سردار نے ان سے کہا اے لڑکے! اس نے تم کو تھپڑ مارا جس کے نتیجہ میں ہم پر وہ عذاب آیا جس کو تم دیکھ رہے ہو، اگر تم بدلہ لینا چاہتے ہو تو تم جس سے چاہو بدلہ لے لو اور اگر تم معاف کر دو تو تم سے یہی توقع ہے۔ حضرت یوسف نے کہا میں اس امید پر اس کو معاف کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرما دے گا، تو اسی وقت وہ گرد و غبار چھٹ گیا اور سورج ظاہر ہو گیا اور مشرق اور مغرب میں روشنی پھیل گئی اور وہ سردار صبح و شام حضرت یوسف کی زیارت کرتا تھا اور آپ کی تعظیم و تکریم کرتا تھا حتیٰ کہ حضرت یوسف مصر پہنچ گئے اور آپ نے دریائے نیل میں غسل کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان سے سفر کی تھکاوٹ دور کر دی اور ان کا حسن و جمال لوٹا دیا۔ وہ سردار حضرت یوسف کو لے کر دن میں شہر میں داخل ہوا اور ان کے چہرے کا نور شہر کی دیواروں پر پڑ رہا تھا، انہوں نے حضرت یوسف کو خریدنے کے لیے پیش کیا تو بادشاہ کے وزیر قطفیر نے حضرت یوسف کو خرید لیا۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ بادشاہ مرنے سے پہلے حضرت یوسف پر ایمان لے آیا تھا اور اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے دین کی اتباع کی، پھر جن دنوں میں حضرت یوسف مصر کے خزانوں پر مامور تھے وہ بادشاہ مر گیا اور اس کے بعد قابوس بادشاہ ہوا، وہ کافر تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے انکار کر دیا۔

عزیز مصر کی فراست

عزیز مصر نے اپنی اہلیہ سے کہا: یوسف کو تعظیم و تکریم سے ٹھہراؤ، یعنی ان کی رہائش کا عمدہ انتظام کرو، ان کو اچھے کھانے کھلاؤ اور خوبصورت کپڑے پہناؤ، پھر کہا شاید یہ ہم کو فائدہ پہنچائے یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ نامرد تھا اور اس کی اولاد نہیں تھی، اسی طرح امام ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ عورتوں سے مقاربت نہیں کرتا تھا اور اس کی اولاد نہیں تھی، اور اس نے جو کہا تھا کہ ہم اس کو بیٹا بنا لیں گے تو اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ وہ اس کو منہ بولا بیٹا بنا لیں گے، اور پچھلی امتوں میں منہ بولے بیٹے بنانے کا عام رواج تھا اور اس طرح اول اسلام میں بھی یہ رواج تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں میں سب سے اچھی فراست کا ظہور تین آدمیوں سے ہوا، ایک عزیز مصر تھا جس نے حضرت یوسف کے چہرے سے سعادت کے آثار بھانپ کر کہا شاید یہ ہم کو فائدہ پہنچائے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنا لیں گے۔ دوسری حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی تھیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام میں شرافت کے آثار دیکھ کر اپنے والد سے کہا:

يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ۔ (القصص: ۲۶)

اے ابا جان! آپ انہیں اجرت پر رکھ لیں، بے شک جن کو آپ اجرت پر رکھیں ان میں بہترین شخص وہ ہے جو طاقت ور اور ایماندار ہو۔

اور تیسرے شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں حکمرانی اور جہاں بانی

Marfat.com

کی استعداد اور صلاحیت دیکھ کر ان کو اپنے بعد اپنا خلیفہ نامزد کر دیا۔

(جامع البیان جز ۱۲' ص ۲۳۰' معالم التنزیل ج ۲' ص ۳۵۱ الجامع لاحکام القرآن' جز ۹' ص ۱۴۱۔ ۱۳۹' تفسیر ابن کثیر ج ۲' ص ۵۲۴' روح المعانی جز ۱۲' ص ۳۱۴۔ ۳۱۰)

امام فخرالدین رازی متوفی ۶۰۶ھ نے لکھا ہے کہ ان میں سے کسی روایت پر قرآن مجید دلالت نہیں کرتا اور نہ کسی صحیح حدیث میں ذکر ہے اور نہ کتاب اللہ کی تفسیر ان میں سے کسی روایت پر موقوف ہے پس صاحب عقل کے لیے ان روایات سے احتراز کرنا زیادہ لائق ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۶' ص ۴۳۵' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۱۵ھ)

اللہ کے امر کے غالب ہونے کے محامل

اس آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ آیت کے اس حصہ کے متعدد محمل ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو نافذ کرنے پر غالب ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ جس چیز کا ارادہ فرماتا ہے اس کو کر گزرتا ہے' آسمان اور زمین میں کوئی اس کی قضاء کو ٹال نہیں سکتا اور نہ اس کے حکم کو روک سکتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ حضرت یوسف کے امور اور ان کے معاملات پر غالب ہے' ان کے امور اور ان کے معاملات کا انتظام اللہ کی طرف سے ہے اس میں ان کی اپنی سعی اور کوشش کا دخل نہیں ہے' ان کے بھائیوں نے ان کو ہر قسم کی برائی اور ضرر پہنچانے کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ نیکی اور بھلائی پہنچانے کا ارادہ کیا پس جو کچھ ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور اس کی تدبیر کے مطابق تھا' لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے کہ تمام امور اور معاملات اللہ تعالیٰ کے قبضہ و قدرت میں ہیں اور جو شخص بھی دنیا کے احوال اور عجائب میں غور کرے گا اس کو اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے اور اللہ تعالیٰ کی قضا غالب ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز غالب نہیں ہے' بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر غالب ہے' وہ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے متعلق فرماتا ہے: ہو جا' تو وہ ہو جاتی ہے۔

اور اکثر لوگ نہیں جانتے اس کا معنی یہ ہے کہ اکثر لوگ اس کے غیب پر مطلع نہیں ہیں' بلکہ کوئی شخص بھی از خود غیب کو نہیں جانتا' سوا ان کے جن کو وہ خود کسی غیب پر مطلع فرما دے۔

قصۂ یوسف میں تقدیر کے غالب آنے کی مثالیں

(۴) حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے بھائیوں کے سامنے اس خواب کو نہ بیان کریں' پھر اللہ تعالیٰ کا امر اور اس کی تقدیر غالب آ گئی حتیٰ کہ یوسف علیہ السلام نے یہ خواب بیان کر دیا' پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ارادہ کیا تھا کہ وہ حضرت یوسف کو قتل کریں گے' پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آ گئی حتیٰ کہ حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ بن گئے اور ان سب نے حضرت یوسف کو سجدہ کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ارادہ کیا تھا کہ وہ اپنے والد کی پوری توجہ اور ان کی محبت کو صرف اپنے لیے حاصل کر لیں گے' لیکن اللہ تعالیٰ کی قضا غالب آ گئی حتیٰ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دل ان سے بیزار ہو گیا' بھائیوں کا ارادہ یہ تھا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام پر ظلم کرنے کے بعد توبہ کر کے نیک اور صالح بن جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آ گئی' وہ اپنے گناہوں کو بھول گئے اور ان پر ڈٹے رہے حتیٰ کہ تقریباً ستر سال کے بعد انہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور اپنے والد سے کہا انا کنا خاطئین بے شک ہم خطا

Marfat.com

کرنے والے تھے اور انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ جب وہ اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے جائیں گے اور ان کو خون آلود قمیص دکھائیں گے تو وہ اپنے باپ کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو جائیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ کی قضا غالب آگئی اور ان کے باپ نے ان کی باتوں سے دھوکا نہیں کھایا، اور انہوں نے کہا: بل سولت لکم انفسکم امرا بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات گھڑ لی ہے، اور انہوں نے یہ تدبیر کی تھی کہ ان کے باپ کے دل سے حضرت یوسف کی محبت زائل ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ کا امر غالب آگیا اور ان کے باپ کے دل میں حضرت یوسف کی محبت اور الفت اور زیادہ ہوگئی، اور عزیز مصر کی اہلیہ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ عزیز مصر سے شکایت کرنے میں پہل کرے گی تو اس کو حضرت یوسف کے خلاف بدگمان کردے گی لیکن اللہ کی تقدیر غالب آگئی اور عزیز مصر نے اپنی اہلیہ کو قصوروار قرار دے دیا اور کہا: استغفری لذنبک انک کنت من الخاطئین اپنے گناہ سے توبہ کرو بے شک تم خطاکاروں میں سے ہو، اور حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانہ سے چھٹکارا پانے کی تدبیر کی اور جس شخص نے قید سے رہا ہو کر بادشاہ کو شراب پلائی تھی اس سے کہا بادشاہ کے سامنے میرا ذکر کرنا لیکن اللہ کا امر غالب آگیا اور وہ شراب پلانے والا بادشاہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر کرنا بھول گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام مزید کئی سال تک قید خانہ میں رہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جب وہ پختگی کی عمر کو پہنچے تو ہم نے ان کو فیصلہ کی قوت اور علم عطا کیا، اور ہم اسی طرح نیکوکاروں کو جزا دیتے ہیں○ (یوسف: ٢٢)

پختگی کی عمر میں متعدد اقوال

مجاہد نے کہا: اَشُدَّہٗ (پختگی کی عمر) سے مراد ہے تینتیس (٣٣) سال کی عمر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تیس اور کچھ سال، ضحاک نے کہا: بیس سال، ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، اٹھارہ اور تیس سال کے درمیان۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ٣١٠ھ لکھتے ہیں: اشد کا معنی ہے قوت اور شباب کا اپنی انتہاء کو پہنچ جانا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت ان کی عمر بیس سال یا تینتیس سال ہو، اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں اس وقت ان کی عمر کی تعیین کی تصریح نہیں ہے اور نہ ہی عمر کی کسی تعیین پر اجماع امت ہے، اس لیے اس لفظ سے وہی مراد لینا چاہیے، جس طرح اللہ عزوجل نے فرمایا ہے یعنی جب وہ اپنی قوت اور شباب کی انتہاء کو پہنچ گئے۔ (جامع البیان جز ١٢، ص ٢٣٢-٢٣١)

حکم اور علم کی تفسیر میں متعدد اقوال

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے ان کو حکم اور علم عطا فرمایا، مجاہد نے کہا یعنی نبوت سے پہلے عقل اور علم عطا فرمایا۔

(جامع البیان جز ١٢، ص ٢٣٢-٢٣١، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ١٤١٥ھ)

امام عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی حنبلی متوفی ٥٩٧ھ لکھتے ہیں: حکم کی تفسیر میں چار قول ہیں:

(١) مجاہد نے کہا حکم سے مراد فقہ اور عقل ہے۔ (٢) ابن السائب نے کہا حکم سے مراد نبوت ہے (٣) زجاج نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کو حکیم بنا دیا گیا اور زجاج نے کہا ہر عالم حکیم نہیں ہوتا، حکیم وہ عالم ہوتا ہے جو اپنے علم کو استعمال کرے اور اس سے جہل کا استعمال کرنا ممتنع ہو۔ (٤) ثعلبی نے کہا حکم سے مراد ہے صحیح اور درست بات کہنا، ارباب لغت نے کہا عرب کے نزدیک حکم وہ قول ہے جس میں جہل اور خطاء نہ ہو اور نفس جس چیز کی خواہش کرے اور اس میں ضرر ہو تو وہ

Marfat.com

اس خواہش کو مرد کر دے اور اسی وجہ سے حاکم کو حاکم کہتے ہیں کیونکہ وہ ظلم اور کج روی سے روکتا ہے۔
اور علم کی تفسیر میں دو قول ہیں: (۱) فقہ (۲) خواب کی تعبیر کا علم۔
(زاد المسیر ج ۴، ص ۲۰۱-۲۰۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۷ھ)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں حکم اور علم کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں:

(۱) حکم اور حکمت کا اصل میں معنی ہے نفس کو اس کی خواہش سے روکنا اور جو کام انسان کے لیے نقصان دہ ہو اس سے منع کرنا، اور حکم سے مراد حکمت عملیہ ہے اور علم سے مراد حکمت نظریہ ہے اور حکمت عملیہ کو حکمت علمیہ پر اس لیے مقدم فرمایا ہے کہ ریاضت کرنے والے پہلے حکمت عملیہ میں مشغول ہوتے ہیں پھر اس سے ترقی کر کے حکمت علمیہ تک پہنچتے ہیں، اور مفکرین پہلے حکمت نظریہ کو حاصل کرتے ہیں اس کے بعد حکمت عملیہ کو حاصل کرتے ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کا طریقہ پہلا تھا، کیونکہ پہلے انہوں نے مصائب اور مشکلات پر صبر کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر مکاشفات کے دروازے کھول دیئے اور فرمایا: ہم نے ان کو حکم اور علم عطا فرمایا۔ (حکمت عملیہ سے مراد ہے نفس کو برائیوں سے بچانا اور نیکیوں سے آراستہ کرنا اور حکمت علمیہ سے مراد ہے نفس الامر اور واقع کے حقائق کا علم اور ادراک)

(۲) حکم سے مراد ہے نبوت کیونکہ نبی مخلوق پر حاکم ہوتا ہے اور علم سے مراد ہے دین اور شریعت کا علم۔

(۳) حکم سے مراد ہے نفس مطمئنہ کا نفس امارہ پر حاکم ہونا، حتیٰ کہ قوت شہوانیہ اور قوت غضبیہ مغلوب اور مقہور ہو جائیں، اور عالم قدس سے انوار الہیہ کا جو ہر نفس پر فیضان ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے ان کو حکم اور علم عطا فرمایا، اس میں یہ اشارہ ہے کہ ان کی قوت عملی اور قوت علمی دونوں کامل ہو چکی تھیں۔
(تفسیر کبیر ج ۶، ص ۴۳۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

علامہ قرطبی نے کہا اگر ان کو بچپن میں نبوت دی گئی تھی تو اس سے مراد ہے ان کے علم اور فہم میں زیادتی فرمائی۔
(الجامع لاحکام القرآن جز ۹، ص ۱۴۲)

محسنین کی تفسیر میں متعدد اقوال

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم اسی طرح محسنین (نیکو کاروں) کو جزا دیتے ہیں۔ امام ابن جوزی نے کہا محسنین کی تفسیر میں تین قول ہیں: (۱) مصائب اور مشکلات پر صبر کرنے والے۔ (۲) ہدایت یافتہ لوگ (۳) مومنین۔

امام محمد بن جریر طبری نے کہا اگرچہ اس آیت کا ظاہر معنی یہ ہے کہ ہم ہر محسن کو جزا دیتے ہیں لیکن اس سے مراد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یعنی جس طرح حضرت یوسف کو مصائب اور مشکلات میں مبتلا کرنے کے بعد ہم نے ان کو زمین میں اقتدار دیا اور علم عطا فرمایا اسی طرح ہم آپ کے ساتھ معاملہ کریں گے اور آپ کو آپ کی قوم کے مشرکین سے نجات عطا فرمائیں گے اور آپ کو زمین پر اقتدار عطا فرمائیں گے اور آپ کے علوم میں اضافہ فرمائیں گے۔ (زاد المسیر ج ۴، ص ۲۰۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ جس عورت کے گھر میں تھے اس نے ان کو اپنی طرف راغب کیا اور اس نے دروازے بند کر کے کہا جلدی آؤ۔ یوسف نے کہا اللہ کی پناہ! وہ میری پرورش کرنے والا ہے اس نے مجھے عزت سے جگہ دی ہے، بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے ○ (یوسف: ۲۳)

حضرت یوسف علیہ السلام کی عفت اور پارسائی کا کمال

راودت، رود سے ماخوذ ہے، اس کا معنی ہے نرمی اور حیلے سے کسی چیز کو بار بار طلب کرنا، اس کا معنی یہ ہے کہ عزیز مصر کی

Marfat.com

بیوی نرمی اور لوچ دار باتوں سے کافی عرصہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش کر رہی تھی، اس معنی کو یوں بھی تعبیر کیا جا سکتا تھا کہ عزیز مصر کی بیوی نے ان کو اپنی طرف راغب کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو اس طرح تعبیر فرمایا کہ وہ جس عورت کے گھر میں تھے، اس نے ان کو اپنی طرف راغب کیا، اس میں نکتہ یہ ہے کہ جو شخص کسی کے گھر میں رہتا ہو، اس کے زیر احسان ہو وہ اس کا ماتحت ہوتا ہے اور گھر والے کا اس پر مکمل تسلط اور اقتدار ہوتا ہے سو حضرت یوسف علیہ السلام اس کی مکمل دسترس میں تھے اور ان کے لیے اس کی فرمائش سے انکار کرنا بہت مشکل تھا لیکن ان پر خوف خدا کا اس قدر غلبہ تھا کہ باوجود اس بات کے کہ وہ عزیز مصر کی بیوی کے زیر احسان تھے، اور اس کے زیر اقتدار اور زیر تسلط تھے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی معصیت میں اس کی فرمائش پوری کرنے سے صاف انکار کر دیا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جب اس معنی کو اس طرح تعبیر فرمایا اور وہ جس عورت کے گھر میں تھے اس نے ان کو اپنی طرف راغب کیا تو اس پیرائے میں تعبیر کرنے سے حضرت یوسف علیہ السلام کی کمال نزاہت ظاہر ہوئی جو اس طرز سے واضح نہیں ہو سکتی تھی۔ اگر یوں کہا جاتا کہ عزیز مصر کی بیوی نے ان کو اپنی طرف راغب کیا اور اس سے اللہ تعالیٰ کے کلام کی معجز نظام بلاغت کا اظہار ہوتا ہے۔

عزیز مصر کی بیوی کا حضرت یوسف کو ورغلانا

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں جس عورت کے گھر میں تھے، اس کے خاوند نے اس کو یہ تاکید کی تھی کہ وہ حضرت یوسف کو بہت تعظیم اور تکریم کے ساتھ رکھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام بہت حسین اور جمیل تھے اور وہ جوانی کی عمر کو پہنچ چکے تھے، جب وہ عورت حضرت یوسف علیہ السلام کو سات کمروں کے پیچھے ایک کوٹھڑی میں لے گئی اور ہر کمرہ کا دروازہ بند کر کے تالا لگاتی چلی گئی پھر حضرت یوسف کو اپنے نفس کی طرف راغب کرنے کے لیے کہنے لگی: اے یوسف! تمہارے بال کتنے حسین ہیں۔ حضرت یوسف نے فرمایا: سب سے پہلے میرے جسم سے یہ بال الگ ہوں گے۔ اس نے کہا: تمہاری آنکھیں کتنی حسین ہے، آپ نے فرمایا: سب سے پہلے میرے جسم سے یہ آنکھیں بہہ جائیں گی۔ اس نے کہا: تمہارا چہرہ کتنا حسین ہے، آپ نے فرمایا: اس کو مٹی کھا جائے گی۔ اس نے کہا: تمہاری صورت کتنی اچھی ہے، آپ نے فرمایا: میرے رب نے یہ صورت رحم میں بنائی تھی۔ اس نے کہا: اے یوسف! تمہاری صورت میرے جسم میں حلول کر چکی ہے، آپ نے فرمایا: اس میں شیطان تمہاری معاونت کر رہا ہے۔ اس نے کہا: میں نے تمہارے لیے ریشم کا بستر بچھا دیا ہے، اٹھو اور میری خواہش پوری کرو۔ آپ نے فرمایا: پھر جنت سے میرا حصہ جاتا رہے گا۔ اس نے کہا: میرے ساتھ چھپ جاؤ، آپ نے فرمایا: میرے رب سے کوئی چیز نہیں چھپ سکتی۔ وہ اسی طرح آپ کو مائل کرتی رہی اور آپ اس سے گریز فرماتے رہے۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: ۱۱۴۷۵، الوسیط ج ۲، ص ۶۰۷، معالم التنزیل ج ۲، ص ۳۵۲، الجامع لاحکام القرآن جز ۹، ص ۱۴۵)

امام ابن ابی حاتم متوفی ۳۲۷ھ، امام واحدی متوفی ۴۶۸ھ، امام بغوی متوفی ۵۱۶ھ اور علامہ قرطبی متوفی ۶۶۸ھ نے حضرت یوسف علیہ السلام اور عزیز مصر کی بیوی کے درمیان یہ مکالمہ اسی طرح بیان کیا ہے، اگرچہ اس مکالمہ کے بعض اجزا ہمارے لیے ناقابل فہم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام کے جسم کے کھانے کو زمین پر حرام کر دیا ہے اس لیے حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ ان کی آنکھیں زمین میں بہہ جائیں گی اور ان کے چہرے کو مٹی کھا جائے گی، موجب اشکال ہے، اگر یہ روایت صحیح ہو تو اس کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی ذات سے عام انسان کا ارادہ کیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب!

Marfat.com

مخلوق کی بہ نسبت خالق سے حیا کرنا لائق ستائش ہے

جب عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو گناہ کی دعوت دی تو انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ! وہ میری پرورش کرنے والا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے حضرت یوسف کی مراد یہ تھی کہ وہ عزیز مصر میری پرورش کرنے والا ہے، اس نے مجھ پر بہت احسان کیے ہیں اور میری تعظیم و تکریم کرنے کا حکم دیا پھر یہ کس قدر احسان ناشناسی، ناشکری اور حیا سوز بات ہوگی کہ میں ایسے بے لوث محسن کی بیوی کے ساتھ بدکاری کروں اور اس کی عزت پر ہاتھ ڈالوں اور دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت یوسف کی مراد یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ میری پرورش کرنے والا ہے، اس نے مجھے بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں تو میں اپنے رب کی نافرمانی کروں اور گناہ کا ارتکاب کروں، میں اس چیز سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں! ہمارے نزدیک یہ دوسری تفسیر راجح ہے کیونکہ مخلوق سے حیا کر کے گناہ سے باز رہنے کی بہ نسبت یہ زیادہ قابل ستائش بات ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے ڈر اور اس کے خوف اور اس سے حیا کر کے گناہ سے باز رہے اور پیغمبر کی شان کے لائق یہی دوسری چیز ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے جوابات کی وضاحت

حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کی بیوی کے جواب میں تین باتیں ذکر کیں، پہلے فرمایا: معاذ اللہ! میں اس گناہ کے ارتکاب سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، اور میں اللہ کے احکام کی اطاعت کرتا ہوں، اگرچہ تم نے مجھ پر بہت احسان کیے ہیں اور مجھے بہت تعظیم اور تکریم کے ساتھ رکھا ہے لیکن تم سے کہیں زیادہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے احسان ہیں اور مجھ پر تمہارے حکم کو ماننے کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننے کا زیادہ حق ہے، پھر فرمایا: وہ میری پرورش کرنے والا ہے۔ مشہور تفسیر کے مطابق اس سے عزیز مصر کو مراد لیا جائے تو معنی اس طرح ہوگا کہ مخلوق کے حق کی رعایت کرنا بھی واجب ہے اور عزیز مصر نے مجھ پر بہت احسان کیے ہیں۔ اب ان احسانات کا بدلہ یہی ہے میں اس کی عزت کو پامال کروں تو یہ کس قدر بری بات ہوگی، پھر فرمایا: بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے، اس کا معنی یہ ہے کہ انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو ضرر سے بچائے، تم جس گناہ کی دعوت دے رہی ہو، اس کی لذت بہت کم ہے اور بہت کم وقت کے لیے ہے اور اس کے نتیجہ میں دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت کا عذاب ہے اور جب قلیل لذت کے مقابلہ میں ضرر شدید ہو تو پھر اس لذت کو ترک کرنا واجب ہے، اور اگر اس لذت کو ترک نہ کیا تو آخرت میں فلاح حاصل نہیں ہوگی۔ اس کی دوسری تقریر یہ ہے کہ ظلم کا معنی ہے کسی چیز کو اس جگہ رکھنا جو اس کا صحیح اور جائز محل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مرد میں جو شہوت رکھی ہے، اس کو خرچ کرنے کا جائز اور صحیح محل اس کی منکوحہ ہے، اگر کوئی شخص اپنی شہوت کو اپنی منکوحہ کے بجائے کسی اور عورت میں خرچ کرے تو یہ ظلم ہے اور ایسا کرنے والا ظالم ہوگا اور ظالم فلاح نہیں پاتے۔ اللہ تعالیٰ نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے، سو اس حسین ترتیب کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کی بیوی کو یہ حکیمانہ اور ناصحانہ جوابات دیئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اس عورت نے ان (سے گناہ) کا قصد کر لیا، اور انہوں نے (اس سے بچنے کا) قصد کیا، اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے (تو گناہ میں مبتلا ہو جاتے) یہ ہم نے اس لیے کیا تاکہ ہم اس سے بدکاری اور بے حیائی کو دور رکھیں، بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں O (یوسف: ۲۴)

"ھم" کا لغوی اور اصطلاحی معنی اور اس کے متعلق حدیث

علامہ راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں: ھم اس فکر کو کہتے ہیں جس سے انسان گھل جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے ھممت الشحم میں نے چربی کو پگھلا دیا ہے اور ھم کا معنی ہے دل میں کسی چیز کا قصد کرنا، قرآن مجید میں ہے:

Marfat.com

اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ۔ جب ایک قوم نے یہ قصد کیا کہ وہ (لڑنے کے لیے) تمہاری طرف ہاتھ بڑھائیں۔ (المائدہ: ۱۱)

(المفردات ج ۲، ص ۷۰۹، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ، ۱۴۱۸ھ)

دل میں اچانک کسی چیز کا خیال آجائے تو اس کو ھاجس کہتے ہیں اور اگر بار بار کسی چیز کا خیال آئے تو اس کو خاطر کہتے ہیں اور جب دل اس چیز کے متعلق سوچنا شروع کردے اور اس کے حصول کا منصوبہ بنانے لگے تو اس کو حدیث نفس کہتے ہیں اور جب اس کام کو کرنے کا راجح اور غالب قصد ہو اور مرجوح اور مغلوب قصد نہ کرنے کا ہو کہ مبادا اس میں کوئی خطرہ ہو اس کو ھم کہتے ہیں اور جب کام نہ کرنے کی مغلوب اور مرجوح جانب بھی ختم ہو جائے اور انسان یہ پکا قصد کرلے کہ میں نے یہ کام کرنا ہے، خواہ فائدہ ہو یا نقصان تو اس کو عزم اور نیت کہتے ہیں، اور انسان اسی عزم کا مکلف ہے۔ اگر گناہ کا ھم کیا جائے تو اس پر مواخذہ نہیں ہوتا لیکن اگر گناہ کا عزم اور اس کی نیت کی جائے تو اس پر مواخذہ ہوتا ہے۔

(جمل ج ۱، ص ۲۳۶، مرقات ج ۱، ص ۲۴۳)

ھم کے متعلق یہ حدیث ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: جب میرا بندہ نیکی کا ھم (قصد) کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو میں اس کی ایک نیکی لکھ دیتا ہوں اور جب وہ اس نیکی پر عمل کرے تو میں اس کی دس سے لے کر سات سو تک نیکیاں لکھ دیتا ہوں اور اس کی دگنی تک اور اگر میرا بندہ معصیت کا ھم (قصد) کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو میں اس کی وہ معصیت نہیں لکھتا اور اگر وہ اس معصیت پر عمل کرے تو میں اس کی صرف ایک معصیت لکھتا ہوں۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۲۸، صحیح البخاری رقم الحدیث: ۷۵۰۱، مسند احمد ج ۲، ص ۲۴۲، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۱۱۱۷۹، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۶۲۸۲، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۳۸۰، شرح السنہ رقم الحدیث: ۴۱۴۸)

وھم بھا کے ترجمہ کے دو محمل

عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف کے ساتھ گناہ کا قصد کرلیا تھا، اور وھم بھا کا ہمارے نزدیک مختار معنی یہ ہے کہ حضرت یوسف نے اس گناہ سے اپنا دامن بچانے کا قصد کیا اور اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے تو گناہ میں مبتلا ہو جاتے اور جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت کا معنی اس طرح ہے کہ حضرت یوسف بھی گناہ کا ارادہ کرلیتے اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے بہرحال اگر یہ معنی بھی ہو تو اپنے رب کی دلیل نہ دیکھنے کی تقدیر پر حضرت یوسف علیہ السلام سے جو قصد صادر ہوتا وہ ھم کے درجہ میں ہوتا اور گناہ کا عزم نہ ہوتا اور جو چیز ممنوع اور معصیت ہے وہ گناہ کا عزم ہے نہ کہ گناہ کا ھم۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنی عصمت میں اس قدر راسخ تھے اور اپنی ذات میں اس قدر کامل اور مکمل تھے کہ ایک حسین اور صاحب اقتدار عورت نے ان کو اپنی طرف راغب کرنے کی پوری کوشش کی اور ان کو حصول لذت کی دعوت دی لیکن انہوں نے خوف خدا کے غلبہ سے اس کی دعوت کو مسترد کر دیا اور ایسے ہی پاکبازوں کے متعلق حدیث میں یہ نوید ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس دن کسی کا سایہ نہیں ہوگا اس دن سات آدمی اللہ کے سائے میں ہوں گے: امام عادل، وہ شخص جو اپنے رب کی عبادت میں جوان ہوا، وہ شخص جس کا دل مسجد میں معلق رہتا ہے، وہ دو آدمی جو اللہ کی محبت میں ملیں اور اللہ کی محبت میں الگ ہوں، اور وہ آدمی جس کو کسی صاحب منصب اور

Marfat.com

صاحب جمال عورت نے گناہ کی دعوت دی ہو اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ شخص جو چھپا کر صدقہ دے حتیٰ کہ بائیں ہاتھ کو پتا نہ چلے کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۶۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۳۱، موطا امام مالک رقم الحدیث: ۲۰۰۵، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۴۳۳۸، سنن کبریٰ للبیہقی ج۱۰ ص۸۷، کتاب الاسماء والصفات ص۳۰۷-۳۰۷، شرح السنہ رقم الحدیث: ۴۷۰، سنن ترمذی رقم الحدیث: ۲۳۹۱، مسند احمد ج۲، ص۴۳۹، صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۳۵۸، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۶۳۲۰، شعب الایمان رقم الحدیث: ۷۴۹۴، تاریخ بغداد ج۱۲، ص۴۳۹، ج۹، ص۲۵۴-۲۵۳)

آیا حضرت یوسف علیہ السلام سے گناہ صادر ہوا تھا یا نہیں؟

بعض متقدمین مفسرین نے ایسی روایات لکھی ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زنا کا ارتکاب تو نہیں کیا تھا لیکن زنا کے تمام مقدمات میں ملوث ہو گئے تھے (ہم ایسی روایات اور خرافات سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں) اور انہوں نے دلائل سے اپنے اس مکروہ موقف کو ثابت کیا ہے، ہم پہلے ان روایات کو رمز اور کنایہ سے درج کریں گے کیونکہ ان کو بعینہٖ درج کرنے سے ہمارا دل لرزتا ہے اور ہم میں ان کو اسی طرح درج کرنے کی ہمت نہیں ہے، پھر ان روایات کے ثبوت میں ان کے دلائل کا ذکر کریں گے اور پھر ان کا رد کریں گے۔

وھم بھا کی باطل تفسیریں

امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی نیشاپوری متوفی ۴۶۸ھ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ھم (قصد) کی کیا کیفیت تھی؟ انہوں نے کہا وہ عورت چت لیٹ گئی اور حضرت یوسف بیٹھ گئے۔ (اس کے آگے حیا سوز عبارت ہے) اور یہ سعید بن جبیر، ضحاک، سدی، مجاہد، ابن ابی بزہ، اعمش اور حسن بصری کا قول ہے اور یہی متقدمین کا قول ہے اور متاخرین نے دونوں قصدوں میں فرق کیا ہے۔ ابوالعباس احمد بن یحییٰ نے کہا اس عورت نے گناہ کا قصد کیا اور وہ اپنے قصد پر ڈٹی رہی، اور حضرت یوسف نے بھی معصیت کا قصد کر لیا تھا، لیکن انہوں نے معصیت کا ارتکاب نہیں کیا اور نہ اس پر اصرار کیا پس دونوں کے ھم (قصد) میں فرق ہے، اور ابن الانباری نے اس کی شرح میں کہا اس عورت نے زنا کا عزم کیا اور حضرت یوسف کے قلب میں معصیت کا خطرہ ہوا اور حدیث نفس بھی عارض ہوئی لیکن ان کے اس ھم (قصد) پر گناہ لازم نہیں آیا، جیسے کسی نیک شخص نے سخت گرمی کے دنوں میں روزہ رکھا ہوا ہو اور اس کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی دکھائی دے اور اس کے دل میں پانی پینے کا خیال آئے اور وہ اس کا منصوبہ بھی بنائے لیکن وہ خوف خدا کی وجہ سے پانی نہ پئے تو اس سے اس بات پر مواخذہ نہیں ہو گا کہ اس کے دل میں پانی پینے کا خیال کیوں آیا تھا۔

زجاج نے کہا: مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت یوسف نے گناہ کا ھم (قصد) کر لیا تھا اور جس طرح مرد عورت کے ساتھ اس کام کو کرنے کے لیے بیٹھتا ہے وہ اس طرح بیٹھ گئے تھے، کیونکہ انہوں نے کہا تھا:

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌ ۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۝ (یوسف: ۵۳)	اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں کہتا بیشک نفس تو برائی کا بہت حکم دینے والا ہے سوا اس کے جس پر میرا رب رحم فرمائے، بیشک میرا رب بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

Marfat.com

ابن الانباری نے کہا: اس آیت کی تفسیر میں صحابہ اور تابعین سے جو روایات ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ حضرت یوسف نے گناہ کا قصد کر لیا تھا اور وہ اس کو ان کا عیب نہیں شمار کرتے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے گناہ کا قصد کرنے کے باوجود اپنے آپ کو نفس کی خواہش پوری کرنے سے روکا' اور ان کا یہ اقدام محض اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کے احکام کی تعظیم کی وجہ سے تھا' اور جن لوگوں نے حضرت یوسف کے لیے گناہ کا قصد ثابت کیا ہے' وہ حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں اور تابعین میں سے وہب بن منبہ اور ابن سیرین وغیرہم ہیں اور یہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے حقوق اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے بلند درجات کو ان لوگوں کی بہ نسبت بہت زیادہ جاننے والے تھے' جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے گناہ کے قصد کی نفی کی ہے۔

حسن بصری نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے گناہوں کا اس لیے ذکر نہیں فرمایا کہ اس سے ان کا عیب بیان کیا جائے' لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کا اس لیے ذکر فرمایا ہے تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور ابوعبید نے کہا: جب اللہ تعالیٰ گناہوں سے انبیاء علیہم السلام کی توبہ قبول فرمالیتا ہے تو وہ تمہاری توبہ تو بہت جلد قبول فرمالے گا' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اور وہ بھی اس کا قصد کر لیتے اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے۔

لولا ان رابرھان ربہ کی باطل تفسیریں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عامۃ المفسرین نے یہ کہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت کی مثال دکھائی گئی کہ وہ اپنی انگلی دانتوں میں دبائے ہوئے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں: کیا تم بدمعاشوں کا سا عمل کر رہے ہو حالانکہ تمہارا نام انبیاء علیہم السلام میں لکھا ہوا ہے' پس حضرت یوسف کو یہ سن کر حیا آ گئی۔ حسن بصری نے کہا: حضرت جبریل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت میں متمثل ہو کر آ گئے تھے اور سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کے لیے حضرت یعقوب مثالی جسم میں آئے اور ان کے سینہ پر ہاتھ مارا تو ان کی انگلیوں کی پوروں سے شہوت نکل گئی۔ سدی نے کہا کہ حضرت یوسف نے دیکھا کہ حضرت یعقوب اپنے گھر میں کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں: اے یوسف! اس سے بدکاری نہ کرو' تم ایسا شخص جب تک بدکاری نہ کرے وہ اس پرندہ کی طرح ہے جو فضا میں اڑ رہا ہو اور اس کو کوئی پکڑ نہ سکتا ہو اور جب وہ بدکاری کر لے تو وہ اس پرندہ کی مثل ہو گا جو مرنے کے بعد زمین پر گر جائے اور اپنے نفس سے کسی چیز کو دور نہ کر سکے اور مجاہد نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف جب اس عورت کے پاس بیٹھ گئے تو ان کے سامنے ایک ہاتھ ظاہر ہوا' جس پر لکھا ہوا تھا:

وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ ۙ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ ۙ﴿۱۱﴾ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ (الانفطار: ۱۲-۱۰)

اور بے شک تم پر نگہبان مقرر ہیں ۞ معزز لکھنے والے ۞ وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔

یہ دیکھ کر حضرت یوسف اٹھ کر بھاگے اور جب ان دونوں کے دلوں سے دہشت دور ہو گئی تو پھر لوٹ آئے وہ لیٹ گئی اور حضرت یوسف بیٹھ گئے' ان کے سامنے پھر بازو اور بغیر جوڑ کے ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس پر لکھا ہوا تھا:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾ (بنی اسرائیل: ۳۲)

اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے۔

حضرت یوسف پھر اٹھ کر بھاگے اور وہ عورت بھی بھاگی اور جب ان کے دلوں سے دہشت دور ہو گئی تو پھر پہلی حالت پر لوٹ گئے' تب پھر اسی طرح ایک ہاتھ ظاہر ہوا' جس پر لکھا ہوا تھا:

Marfat.com

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (البقرۃ: ۲۸۱)

اور اس دن سے ڈرو جس دن میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

وہ دونوں پھر اٹھ کر بھاگے اور جب ان سے خوف دور ہو گیا تو پھر وہ سابقہ حالت کی طرف لوٹ گئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے جبریل سے کہا: اس سے پہلے کہ میرا بندہ گناہ میں مبتلا ہو جائے اس کو جا کر سنبھال لو، تب حضرت جبریل اپنی انگلی دانتوں میں دبائے ہوئے آئے اور کہا: اے یوسف! تم جاہلوں کا عمل کر رہے ہو حالانکہ تمہارا نام انبیاء میں لکھا ہوا ہے۔

(الوسیط ج ۲، ص ۶۰۹ - ۶۰۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۵ھ)

وھم بھا اور لولا ان رابرھان ربہ کی تفسیر میں ان روایات کو درج ذیل مفسرین نے بھی اپنی تصانیف میں درج کیا ہے:

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ (جامع البیان جز ۱۲، ص ۲۵۰-۲۳۹)، امام ابن ابی حاتم متوفی ۳۲۷ھ (تفسیر امام ابن ابی حاتم ج ۷، ص ۲۱۲۶ - ۲۱۲۳)، امام ابو اللیث نصر بن محمد السمرقندی المتوفی ۳۷۵ھ (تفسیر السمرقندی ج ۲، ص ۱۵۷)، امام الحسین بن مسعود البغوی المتوفی ۵۱۶ھ (معالم التنزیل ج ۲، ص ۳۵۴ - ۳۵۳)، علامہ عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی متوفی ۵۹۷ھ (زاد المسیر ج ۴، ص ۲۰۹ - ۲۰۳)، علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، (الجامع لاحکام القرآن جز ۹، ص ۱۴۷-۱۴۶) قاضی بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ نے لولا ان رابرھان ربہ کی تفسیر میں ان روایات کو درج کیا ہے (انوار التنزیل مع عنایت القاضی ج ۵، ص ۲۹۰) علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے (الدر المنثور ج ۴، ص ۵۲۵-۵۲۱) میں ان سب روایات کو درج کیا ہے۔

ہمارے نزدیک یہ تمام روایات باطل اور مردود ہیں اور وضاعین نے جعلی سند بنا کر ان روایات کو حضرت ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ایسے صحابہ اور اخیار تابعین کی طرف منسوب کر دیا ورنہ ان نفوس قدسیہ کا مرتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام ایسے عفت مآب اور مقدس نبی کے متعلق ایسی عریاں اور فحش روایات بیان کرتے۔ غور کیجئے کہ قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ جب عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دعوت گناہ دی تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی پناہ! وہ میری پرورش کرنے والا ہے، اس نے مجھے عزت سے جگہ دی ہے بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے۔ (یوسف: ۲۳) اور ان وضاعین نے ایسی ننگی خرافات کو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا، ہمارے نزدیک قرآن مجید کی یہ ایک آیت ہی ان روایات کے رد اور حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی اور گناہوں سے برأت کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔ ہمارے مفسرین چونکہ روایات جمع کرنے کے دلدادہ ہوتے ہیں اس وجہ سے انہوں نے اپنی تفاسیر میں ان روایات کو درج کر دیا ورنہ ان کے دلوں میں انبیاء علیہم السلام کی عظمت ہم سے بہت زیادہ تھی۔

وھم بھا کے اکثر صحیح اور بعض غلط محامل

علامہ ابو الحسن علی بن محمد الماوردی المتوفی ۴۵۰ھ نے لولا ان رابرھان ربہ کی تفسیر میں تو یہی وضعی روایات درج کی ہیں لیکن وھم بھا کی تفسیر میں بعض صحیح محامل بیان کیے ہیں اور بعض محامل غلط ہیں، ہم اس بحث کو مکمل کرنے کی خاطر ان محامل کا بھی ذکر کر رہے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

حضرت یوسف علیہ السلام کے ھم (قصد) کے متعلق چھ قول ہیں:

(۱) بعض متاخرین نے کہا ہے کہ جب عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش

Marfat.com

کی تو حضرت یوسف نے اس کو مارنے کا قصد کیا۔

(۲) قطرب نے کہا: اس عورت نے حضرت یوسف سے اس کام کا قصد کیا' یہ مکمل کلام ہے اس کے بعد نیا جملہ ہے جس میں جزا مقدم ہے اور شرط موخر ہے اور معنی اس طرح ہے: اگر انہوں نے اپنے رب کی برہان نہ دیکھی ہوتی تو وہ بھی اس عورت کا قصد کر لیتے۔

(۳) اس عورت نے قضاء شہوت کا قصد کیا اور حضرت یوسف نے اپنی عفت پر قائم رہنے کا قصد کیا۔

(۴) حضرت یوسف نے جو اس عورت کا ھم کیا تھا وہ عزم اور ارادہ نہ تھا بلکہ وہ فعل اور ترک کا میلان تھا اور حدیث نفس (دل کے خیالات) میں اس وقت کوئی حرج نہیں ہے جب اس کے ساتھ عزم نہ ہو اور نہ اس کے بعد فعل کا ارتکاب ہو۔

(۵) حضرت یوسف کے ھم سے مراد یہ ہے کہ مردوں کے دلوں میں عورتوں کی شہوت سے جو طبعی تحریک ہوتی ہے وہ تحریک ہوئی اگرچہ وہ اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھتے ہوں۔

(۶) انہوں نے اس عورت سے بدکاری کا ھم کیا اور اس کا عزم کر لیا' حضرت ابن عباس نے کہا انہوں نے..........

انبیاء علیہم السلام کو گناہ گار قرار دینے کی توجیہات اور ان کا ابطال

علامہ ماوردی نے وھم بھا کا یہ چھٹا محمل جو بیان کیا ہے' یہ قطعاً باطل اور مردود ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی شان میں گستاخی ہے اور اس روایت کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف نسبت وضعی اور جعلی ہے' ان کا دامن اس جھوٹ اور تہمت سے پاک ہے۔ علامہ ماوردی نے اس باطل قول کو صحیح ثابت کرنے کے لیے حسب ذیل تاویلات کی ہیں:

کہا گیا ہے یہ ھم (قصد) تو معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام کے معاصی کی تین توجیہات ہیں:

(۱) ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے کسی گناہ میں مبتلا کیا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے خوفزدہ رہے اور جب بھی اس گناہ کو یاد کرے تو خوب عبادت کرنے کی کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ کے عفو اور رحمت کی وسعت پر اعتماد نہ کرے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے ان کو گناہوں میں مبتلا کیا تاکہ جب اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں سے درگزر کرے اور آخرت میں انہیں ان کے گناہوں کی سزا نہ دے تو وہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو گناہوں میں اس لیے مبتلا کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھنے میں اور گناہوں پر توبہ کرنے کے بعد اس معافی کی توقع اور مایوسی کو ترک کرنے میں گناہ گار لوگ ان کو اپنا مقتدا قرار دیں۔

(النکت والعیون ج ۳' ص ۲۵۔ ۲۴' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

تمام انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں' اعلان نبوت سے پہلے اور اعلان نبوت کے بعد ان سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا' نہ صغیرہ نہ کبیرہ' نہ سہواً' نہ عمداً' نہ صورتاً' نہ حقیقتاً۔ علامہ ماوردی نے انبیاء علیہم السلام کے گناہوں کو ثابت کرنے کی جو تین توجیہات ذکر کی ہیں یہ بھی باطل اور مردود ہیں اور اب ہم حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت پر دلائل پیش کریں گے۔

فنقول وباللہ التوفیق۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف گناہ کی تہمت کا رد اور ابطال

ان روایات میں ہرچند کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف صراحتاً زنا کی نسبت نہیں کی ہے لیکن یہ صراحت کی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس حرام کام کے لیے تیار ہو کر بیٹھ گئے (معاذ اللہ) اور جو چیز حرام ہو' اس کا مقدمہ بھی حرام ہوتا ہے اور حرام کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کبائر اور صغائر سے معصوم ہوتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی

Marfat.com

عصمت پر ہم نے مفصل دلائل تبیان القرآن ج ۱، ص ۳۶۷-۳۶۵ اور شرح صحیح مسلم ج ۷، ص ۶۹۷-۶۹۵ میں ذکر کیے ہیں۔

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ ان روایات میں جن برے کاموں کی حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف نسبت کی گئی ہے، ان کے رد اور ابطال کے لیے یہ آیت کافی ہے:

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُونَ ۝ (یوسف: ۲۳)

اور وہ جس عورت کے گھر میں تھے، اس نے انہیں اپنی طرف راغب کیا اور اس نے دروازے بند کر کے کہا جلدی آؤ! یوسف نے کہا اللہ کی پناہ! وہ میری پرورش کرنے والا ہے اس نے مجھے عزت سے جگہ دی ہے، بیشک ظالم فلاح نہیں پاتے ۝

کس قدر رنج اور افسوس کی بات ہے کہ جب عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دعوت گناہ دی تو انہوں نے اس کو سختی سے رد کر دیا اور اپنے رب کے انعام و اکرام کا ذکر کیا اور اس کام کو ظلم قرار دیا، ایسے پاکباز، مقدس اور اللہ سے ڈرنے والے نبی کے متعلق ایسی حیا سوز اور بے ہودہ روایات ذکر کی جائیں۔

حضرت یوسف کی گناہوں سے برأت کے متعلق دوسری آیت یہ ہے:

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ۔ (یوسف: ۲۴)

یہ ہم نے اس لیے کیا تاکہ ہم ان کو بے حیائی اور بدکاری سے دور رکھیں۔

ان روایات میں جو فحش افعال حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف منسوب کیے گئے ہیں کیا وہ بے حیائی اور بدکاری کے کام نہیں ہیں، کیا اجنبی اور نامحرم عورت کے سامنے ایک مرد کا برہنہ ہونا فحاشی اور بے حیائی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: ہم نے یوسف کو بے حیائی اور بدکاری سے دور رکھا اور ان وضاعین نے عین بے حیائی اور بدکاری کو اپنی جعلی روایات میں حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف منسوب کیا، اور حیرت ان مفسرین پر ہے جنہوں نے ان روایات کو تقویت پہنچانے کے لیے انبیاء علیہم السلام کے لیے پہلے گناہوں کو مانا پھر گناہوں کی توجیہات کیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ۔ (یوسف: ۲۴)

بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں۔

اور جو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہیں ان کے متعلق شیطان نے بھی اعتراف اور اقرار کیا ہے کہ وہ ان کو گمراہ نہیں کر سکے گا۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ (ص: ۸۳،۸۲)

شیطان نے کہا تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو ضرور گمراہ کر دوں گا ماسوا ان کے جو تیرے مخلص بندے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے پاک دامن ہونے پر متعدد شہادتیں

اللہ تعالیٰ کی گواہی سے حضرت یوسف علیہ السلام سے ان گناہوں کی تہمت دور ہو گئی، علاوہ ازیں مخلوق نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت پر گواہی دی، کیونکہ اس واقعہ میں جو لوگ مبتلا ہیں ان میں خود حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام اور عزیز مصر کی بیوی ہے، اس کا خاوند ہے، اور عزیز مصر کی بیوی کے خاندان کا گواہ ہے اور سب نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی اور پارسائی کو بیان کیا، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي ۔ (یوسف: ۲۶)

یہ عورت خود مجھے بہکا رہی تھی۔

رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ ۔ (یوسف: ۳۳)

اے میرے رب! جس کام کی طرف یہ عورتیں مجھے دعوت دے رہی ہیں، اس کی بہ نسبت مجھے قید میں رہنا پسند ہے۔

Marfat.com

اور عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تہمت سے براءت اس طرح بیان کی:

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۔ (یوسف: ۳۲)

بے شک میں نے اس کو بہکایا اور اس نے اپنے آپ کو (گناہ سے) بچائے رکھا۔

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (یوسف: ۵۱)

عزیز مصر کی بیوی نے کہا اب تو حق بات ظاہر ہو ہی گئی ہے میں نے ہی ان کو بہکایا تھا اور بے شک وہ سچوں میں سے ہیں۔

اور عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت اس طرح بیان کی:

قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ○ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـــِٕيْنَ ۔ (یوسف: ۲۹-۲۸)

اس نے کہا بے شک یہ تم عورتوں کی گہری سازش ہے، اور یقیناً تمہاری سازش بہت بڑی ہے ○ اے یوسف! تم اس بات سے درگزر کرو اور اے عورت! تو اپنے جرم کی معافی طلب کر، بے شک تو ہی خطا کاروں میں سے ہے ○

اور گواہوں نے اس طرح برأت بیان کی:

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۔ (یوسف: ۲۷-۲۶)

اور اس عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے گواہی دی، اگر ان کا کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹ بولنے والوں میں سے ہیں ○ اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو اس عورت نے جھوٹ بولا اور وہ سچوں میں سے ہیں ○

لولا ان را برھان ربہ کو ذکر کرنے کا فائدہ

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام نے گناہ کا قصد نہیں کیا تھا بلکہ گناہ سے بچنے کا قصد کیا تھا تو پھر اس کے بعد یہ ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے کہ "اگر وہ اپنے رب کی برہان نہ دیکھتے تو" ہم کہتے ہیں کہ اس کی جزا محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ پھر وہ معصیت میں مبتلا ہو جاتے اور اس کے ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ انہوں نے جو گناہ کا قصد نہیں کیا تھا اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان میں عورتوں کی طرف رغبت کرنے کا مادہ نہیں تھا، یا وہ عورتوں کے ساتھ اس فطری فعل پر قادر نہیں تھے بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں اپنے رب کے دین اور اس کی شریعت کے براہین اور دلائل کا علم تھا اور وہ یہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے نامحرم اور اجنبی عورتوں سے خواہش نفس پوری کرنے کو حرام کر دیا ہے، اور وہ اللہ کے نبی تھے اور نبی کو مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کا خوف ہوتا ہے پس انہوں نے جو بدکاری اور گناہ سے بچنے کا قصد کیا اس کی یہ وجہ نہیں تھی کہ وہ بدکاری پر قادر نہیں تھے بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ کی شریعت کی برہان سے واقف تھے اور انہیں معلوم تھا کہ اجنبی عورت سے خواہش نفس پوری کرنا حرام ہے۔ امام رازی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصد کا دوسرا محمل یہ ہے کہ عزیز مصر کی بیوی نے آپ سے حصول لذت کا قصد کیا اور آپ نے اس کو اس کام سے منع کرنے اور ڈانٹنے کا قصد کیا، اگر یہ کہا جائے کہ اس صورت میں اس قول کا کیا فائدہ ہوگا کہ "اگر وہ اپنے رب کی برہان نہ دیکھتے تو" اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں اس کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس پر مطلع کیا کہ اگر آپ نے اس عورت کو حصول لذت سے منع کیا اور ڈانٹا تو یہ آپ کو بدنام کرنے کی کوشش

Marfat.com

کرے گی اور آپ کو قید کرا دے گی سو آپ کا بدنامی اور قید میں مبتلا ہونا اس فحش کام میں مبتلا ہونے سے بہتر ہے کیونکہ انجام کار آپ کی برأت اور نیک نامی بھی ظاہر ہو جائے گی اور آپ کو قید سے رہائی بھی مل جائے گی اور اگر حضرت یوسف علیہ السلام کو اس چیز کا علم نہ ہوتا تو آپ معصیت میں مبتلا ہو جاتے۔

لولا ان رابرھان ربہ کے مزید محامل

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے رب کی جو برہان دیکھی تھی اس کے دو محمل تو وہ ہیں جن کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے، ان کے علاوہ بھی اس کے کئی صحیح محمل ہیں:

(۱) رب کی برہان سے مراد نبوت ہے جو بے حیائی اور گناہ کے کاموں سے مانع ہوتی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اس لیے بھیجا گیا ہے کہ وہ مخلوق کو برے کاموں اور گناہوں سے منع کریں، اگر وہ لوگوں کو برے کاموں سے منع کریں اور وہ خود سب سے بڑی برائی میں ملوث ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کی اس وعید میں داخل ہو جائیں گے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الصف: ۳-۲)

اے ایمان والو! ایسی بات تم کیوں کہتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے ○ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناراضگی کا موجب ہے کہ تم ایسی بات کہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے یہود کی اس بات پر مذمت کی ہے کہ وہ جو کچھ کہتے تھے اس کے موافق عمل نہیں کرتے تھے، فرمایا:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ۔ (البقرہ: ۴۴)

کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔

اور جو چیز یہود کے حق میں باعث مذمت ہو وہ اس رسول کی طرف کیسے منسوب ہو سکتی ہے جس کی تائید معجزات سے کی گئی ہو۔

(۲) حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ بتایا گیا تھا کہ شریعت میں زنا حرام ہے اور ان کو اس کے دلائل پر مطلع کیا گیا تھا اور زانی کے لیے دنیا میں جو سزا مقرر کی گئی ہے اور آخرت میں اس پر جو عذاب دیا گیا حضرت یوسف علیہ السلام کو ان تمام امور پر مطلع کیا گیا تھا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو برے اخلاق سے پاک اور صاف رکھا ہے، بلکہ جو نفوس قدسیہ انبیاء علیہم السلام سے متصل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بھی بری عادتوں اور برے کاموں سے محفوظ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ (الاحزاب: ۳۳)

اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول کے گھر والو! وہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرمادے اور وہ تمہیں اچھی طرح پاک اور صاف رکھے۔

السوء، الفحشاء اور المخلصین کے معنی

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ ہم نے اس لیے کیا تاکہ ہم ان سے السوء اور الفحشاء کو دور رکھیں، بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں۔

السوء اور الفحشاء میں کئی وجہ سے فرق ہے، السوء کا معنی ہے: ہاتھ کا جرم اور الفحشاء کا معنی ہے زنا۔

Marfat.com

دوسرا فرق یہ ہے کہ السوء کا معنی ہے زنا کے مبادی اور مقدمات مثلاً بوس و کنار اور شہوت سے دیکھنا اور الفحشاء کا معنی ہے زنا۔ (تفسیر کبیر) اور تیسرا فرق یہ ہے کہ السوء کا معنی ہے شہوت اور الفحشاء کا معنی ہے بغل گیر ہونا، چوتھا فرق یہ ہے کہ السوء کا معنی ہے بری باتوں کا ذکر اور الفحشاء کا معنی ہے زنا، پانچوں فرق یہ ہے کہ السوء کا معنی ہے اپنے ساتھی کی خیانت کرنا اور الفحشاء کا معنی ہے بے حیائی کا مرتکب ہونا۔ (الجامع لاحکام القرآن)

مخلصین کی قرأت لام کی زیر کے ساتھ بھی ہے اور لام کی زبر کے ساتھ بھی ہے، اگر لام کی زیر کے ساتھ قرأت ہو تو اس سے مراد ہے جن لوگوں نے اخلاص کے ساتھ اللہ عزوجل کی اطاعت کی اور اگر لام پر زبر کے ساتھ قرأت ہو تو اس سے مراد ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لیے چن لیا۔ (انوار التنزیل)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ دونوں دروازے کی طرف دوڑے، اس عورت نے ان کی قمیص پیچھے سے پھاڑ ڈالی اور ان دونوں نے اس عورت کے خاوند کو دروازے کے قریب پایا، اس عورت نے کہا: اس شخص کی سزا کیا ہونی چاہیے جو آپ کی اہلیہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے، سوائے اس کے کہ اس کو قید کیا جائے یا اس کو دردناک عذاب دیا جائے○ (یوسف: ۲۵)

عزیز مصر کی بیوی کا حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگانا

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام اور وہ عورت ہر دو شخص ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لیے دروازے کی طرف دوڑے، حضرت یوسف کا ارادہ تھا کہ وہ جلدی سے آگے نکل جائیں تاکہ دروازوں سے باہر جا کر اس عورت کے بچھائے ہوئے بدکاری کے جال سے نکل جائیں اور اس عورت کا ارادہ تھا کہ حضرت یوسف کو نکلنے نہ دے، اس نے حضرت یوسف کو پالیا اور پیچھے سے ان کی قمیص پکڑ کر کھینچی اور زور سے کھینچنے سے وہ قمیص پھٹ گئی، کیونکہ حضرت یوسف بھاگ رہے تھے اور وہ پیچھے سے کھینچ رہی تھی اور اس زورا زوری میں وہ قمیص پیچھے سے پھٹ گئی، اور جب وہ دونوں دروازے سے باہر نکلے تو دروازے کے قریب اس کا شوہر کھڑا تھا، اس عورت نے اپنا جرم چھپانے کے لیے اور حضرت یوسف پر جھوٹا الزام لگانے کے لیے بولنے میں پہل کی اور کہنے لگی اس شخص کی کیا سزا ہونی چاہیے جو آپ کی اہلیہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے؟ سوائے اس کے کہ اس کو قید کیا جائے یا اس کو دردناک عذاب دیا جائے یعنی اس کو کوڑے لگائے جائیں۔

عزیز مصر کی بیوی کو حضرت یوسف سے جو شدید محبت تھی اس وجہ سے اس نے پہلے ان کو قید میں ڈالنے کا ذکر کیا پھر اس کے بعد ان کو سزا دینے کا ذکر کیا کیونکہ محب یہ نہیں چاہتا کہ اس کے محبوب کو اذیت پہنچائی جائے، اس عورت نے صراحتاً یہ نہیں کہا کہ یوسف کا میرے ساتھ زنا کا ارادہ تھا بلکہ یوں کہا کہ اس نے میرے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تھا، کیونکہ جب اس نے یہ دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی نوجوانی کی عمر، قوت اور زور کے کمال اور شہوت کی انتہاء کے باوجود اپنے آپ کو گناہ میں ملوث ہونے نہیں دیا تو اس کو حیا آئی کہ وہ ان کی طرف صراحتاً زنا کی نسبت کرے اس لیے اس نے کنایہ اور تعریض کے ساتھ کہا کہ اس نے میرے ساتھ برائی کا ارادہ کیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو گناہ کی ترغیب دی اور اپنی طرف مائل کرنا اور رجھانا چاہا اور اس کے جواب میں حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کو سختی سے منع کیا، ڈانٹا اور مارا تو اس کو اس نے برائی کے ساتھ تعبیر کیا ہو اور اپنے خاوند کے ذہن میں یہ ڈالا ہو کہ حضرت یوسف اس سے بدکاری کرنا چاہتے تھے۔ (زاد المسیر و تفسیر کبیر)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یوسف نے کہا اسی نے مجھے اپنی طرف راغب کیا تھا، اس عورت کے خاندان میں سے ہی ایک شخص نے گواہی دی کہ اگر یوسف کی قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو وہ عورت سچی ہے اور یوسف جھوٹوں میں سے ہے○

Marfat.com

اور اگر اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو وہ عورت جھوٹی ہے اور یوسف سچوں میں سے ہے O (یوسف: ۲۷-۲۶)

حضرت یوسف علیہ السلام کی تہمت سے برأت اور ان کے صدق کے شواہد

حضرت یوسف علیہ السلام نے ابتداءً اس عورت کا پردہ فاش نہیں کیا لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی اپنی عزت اور پاک دامنی پر حرف آ رہا ہے تو پھر انہوں نے حقیقت حال واضح کی، حضرت یوسف علیہ السلام کے صدق اور آپ کی پاک دامنی پر متعدد شواہد تھے، ان میں سے بعض شواہد درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت یوسف علیہ السلام بظاہر عزیز مصر کے پروردہ اور غلام تھے اور جو شخص پروردہ اور غلام ہو، اس کا اپنے مالک پر اس حد تک تسلط اور تصرف نہیں ہوتا اور وہ اس کی عزت اور ناموس پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔

(۲) عزیز مصر اور اس عورت کے چچازاد بھائی نے یہ دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بہت تیزی سے دروازے کی طرف نکلنے کے لیے بھاگ رہے تھے اور عورت ان کے پیچھے بھاگ رہی تھی، اس سے واضح طور پر پتہ چلتا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس سے جان چھڑانا چاہ رہے تھے اور وہ عورت ان کے درپے تھی، اگر حضرت یوسف علیہ السلام اس کی عزت پر ہاتھ ڈالنے والے ہوتے تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا، وہ عورت بھاگ رہی ہوتی اور حضرت یوسف اس کے پیچھے ہوتے۔

میرے استاذ حضرت مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس عورت نے تو ساتوں کمروں میں تالے لگا دیئے تھے اور دروازے بند کر دیئے تھے، پھر حضرت یوسف کو اس سے بھاگنے کا موقع کیسے ملا؟ انہوں نے فرمایا: حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں اللہ سے دعا کی: اے اللہ مجھے اس عورت سے بچا! اور اس گناہ سے بچنے کے لیے جو کچھ میں کر سکتا ہوں اور جو کچھ میری قدرت میں ہے، وہ میں کرتا ہوں اور جو میں نہیں کر سکتا وہ تو کر دے، سو انہوں نے بھاگنا شروع کیا اور بند کمروں کے دروازے کھلتے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کا ہر معاملہ میں یہی طریقہ ہے، جو کچھ بندہ کر سکتا ہے وہ بندہ کرے اور جو بندہ نہیں کر سکتا، وہ اللہ تعالیٰ کر دیتا ہے۔ دیکھئے غلہ کی پیداوار کے لیے زمین میں ہل چلانا ہوتا ہے، بیج بونا ہوتا ہے، کھیت میں پانی دینا ہوتا ہے، پھر اس کے پکنے کے لیے سورج کی حرارت، ذائقہ کے لیے چاند کی کرنیں، پانی کے حصول کے لیے بارش اور دانے کو بھوسے سے الگ کرنے کے لیے ہواؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔ سورج، چاند، بارش اور ہوائیں انسان کی قدرت میں نہیں ہیں، تو جو کام اس کی قدرت میں نہیں ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کر دیتا ہے، بھاگنا حضرت یوسف علیہ السلام کی قدرت میں تھا، انہوں نے بھاگنا شروع کیا اور اللہ تعالیٰ نے بند دروازے کھولنے شروع کیے۔

(۳) عزیز مصر اور اس عورت کے عم زاد نے دیکھا کہ اس عورت نے مکمل طور پر بناؤ سنگھار کیا ہوا تھا اور خود کو بنایا اور سنوارا ہوا تھا جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام پر زینت کا کوئی اثر نہیں تھا، وہ اسی طرح معمول کے مطابق حالت میں تھے، اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کام کی دعوت دینے والی وہ عورت ہی تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام اس سے اپنا دامن بچانے والے تھے۔

(۴) عزیز مصر نے مشاہدہ کیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک طویل مدت تک ان کے پاس رہے اور انہوں نے ہمیشہ حضرت یوسف علیہ السلام کو صداقت اور شرافت کا پیکر پایا اور کبھی ان میں غیر شائستہ اور غیر متوازن کام نہیں دیکھا اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی کی واضح شہادت ہے۔

(۵) حضرت یوسف علیہ السلام نے نہایت بے باکی سے بے دھڑک اور دو ٹوک الفاظ میں کہا: یہ مجھے اپنی طرف راغب کر رہی تھی جبکہ اس عورت نے مبہم اور مجمل کلام کیا اور کہا: اس شخص کی کیا سزا ہونی چاہیے جو آپ کی اہلیہ کے ساتھ برائی کا

Marfat.com

ارادہ کرے، کیونکہ جو مجرم ہوتا ہے وہ بہرحال دل میں ڈرتا ہے۔

(۶) یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس عورت کا خاوند عاجز تھا یعنی نامرد تھا اور اس عورت میں طلب شہوت کے آثار بھرپور تھے لہٰذا اس فتنہ کی اس عورت کی طرف نسبت کرنا ہی زیادہ مناسب تھا، اور چونکہ یہ تمام قرائن حضرت یوسف علیہ السلام کی صداقت پر دلالت کرتے تھے اور اس عورت کو مجرم ثابت کرتے تھے اس لیے عزیز مصر نے توقف اور سکوت کیا کیونکہ اس نے جان لیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام سچے ہیں اور یہ عورت جھوٹی ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی صداقت پر ایک اور دلیل ظاہر فرمائی جس سے یہ قرائن اور قوی ہو گئے اور یہ ظاہر ہو گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس الزام سے بری ہیں اور یہ عورت ہی مجرم ہے اور وہ خارجی شہادت یہ ہے: اس عورت کے خاندان میں سے ہی ایک شخص نے گواہی دی اگر یوسف کی قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو وہ عورت سچی ہے اور یوسف جھوٹوں میں سے ہے○ اور اگر اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو وہ عورت جھوٹی ہے اور یوسف سچوں میں سے ہے○ (یوسف: ۲۷-۲۶) اس شاہد کے متعلق دو قول ہیں:

(۱) ایک نوزائیدہ بچہ جو پالنے میں تھا اس نے یہ گواہی دی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: چار بچوں نے پالنے میں کلام کیا: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، صاحب جریج، شاہد یوسف اور فرعون کی بیٹی ماشطہ کا بیٹا۔

(مسند احمد رقم الحدیث: ۲۸۲۲، عالم الکتب و دار الفکر، مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث: ۲۵۱۷، جامع البیان رقم الحدیث: ۱۴۶۳۱، تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: ۱۱۵۰۳، حسن، سعید بن جبیر، ضحاک وغیرہم سے بھی اسی طرح مروی ہے، جامع البیان جز ۱۲ ص ۲۵۵-۲۵۳، تفسیر امام ابن ابی حاتم ج ۷ ص ۲۱۲۸)

(۲) وہ شاہد اس عورت کا عمزاد تھا اور وہ بہت دانا شخص تھا، اتفاق سے وہ اس وقت عزیز مصر کے ساتھ اس عورت کے پاس جا رہا تھا، اس نے کہا ہم نے دروازے کے پیچھے کچھ آہٹ اور قمیص پھٹنے کی آواز سنی ہے، مگر ہم کو یہ معلوم نہیں کہ کون کس کے آگے تھا، اگر قمیص آگے سے پھٹی ہے تو اے عورت تم سچی ہو اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو مرد سچا ہے اور اے عورت تم جھوٹی ہو، پھر جب انہوں نے قمیص کو دیکھا تو وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی۔ (زاد المسیر ج ۴، ص ۲۱۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر جب اس نے یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی دیکھی تو اس نے کہا یہ تم عورتوں کی سازش ہے، بے شک تمہاری سازش بہت سنگین ہے○ یوسف اس سے درگزر کرو اور اے عورت! تم اپنے گناہ کی معافی مانگو، بے شک تم گناہ گاروں میں سے تھیں○ (یوسف: ۲۹-۲۸)

عزیز مصر کی بیوی کو معافی مانگنے کی تلقین

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اس گواہ کا قول ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اس عورت کے خاوند یعنی عزیز مصر کا قول ہو، عزیز مصر نے جو حضرت یوسف علیہ السلام سے یہ کہا کہ اے یوسف! تم اس سے درگزر کرو، اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ اس بات کو مخفی رکھو اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا، کیونکہ اگر یہ بات پھیل جاتی تو اس سے عزیز مصر کی بدنامی ہوتی، کیونکہ اگر کسی شخص کی بیوی بدچلن ہو تو یہ اس شخص کے لیے موجب عار ہوتا ہے اور جب حضرت یوسف علیہ السلام کا بے قصور ہونا اور اس عورت کا مجرم ہونا ظاہر ہو گیا تو اس گواہ نے کہا کہ تم اپنے خاوند سے معافی مانگو کیونکہ تم نے اس کی امانت میں خیانت کرنے کی جسارت کی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے خاوند نے کہا ہو کہ تم اپنے گناہ کی اللہ سے معافی مانگو، کیونکہ اگرچہ وہ لوگ کافر اور بت پرست تھے لیکن اللہ تعالیٰ کو ماننے والے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانہ میں فرمایا تھا:

ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ — کیا الگ الگ کئی معبود بہتر ہیں یا ایک اللہ جو سب پر غالب

Marfat.com

الْقَهَّارُ ○ (یوسف: ۳۹) ہے۔

عزیز مصر نے اپنی بیوی سے کہا: بے شک تم گناہ گاروں میں سے تھیں، اس کے خاوند نے اپنی بیوی کی طرف گناہ کی نسبت کی اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے خاوند کو ابتداء ہی سے یہ معلوم تھا کہ قصوروار اور خطاکار اس کی بیوی ہے نہ کہ حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس کی بیوی غلط حرکتیں کرتی رہتی ہے۔ بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کے خاوند میں غیرت کا مادہ بہت کم تھا ورنہ اگر اس میں غیرت اور حمیت ہوتی تو وہ ایسی بد چلن اور بد قماش عورت کو قتل کر دیتا یا اس کو بہت سخت اور عبرت ناک سزا دیتا پھر طلاق دے کر گھر سے نکال دیتا لیکن اس نے صرف اس پر اکتفا کیا کہ بیوی سے یہ کہا کہ تم اپنے گناہ کی معافی مانگو۔ علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ مصریوں میں غیرت کا مادہ کم ہوتا ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے غیرت کا مادہ سلب کر لیا ہو۔

عورتوں کے مکر کا عظیم ہونا

عزیز مصر یا اس عورت کے عم زاد نے کہا: تم عورتوں کی سازش بہت عظیم ہوتی ہے، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے:

وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔ (النساء: ۲۸) اور انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

پس جب انسان فی نفسہٖ ضعیف ہے تو انسان کی ایک صنف یعنی عورت کا مکر اور ان کی سازش عظیم کیسے ہوگئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کی خلقت فرشتوں، جنات، آسمانوں، سیاروں اور پہاڑوں کی بہ نسبت ضعیف ہے اور عورتوں کا مکر اور ان کی سازش مردوں کے مکر اور ان کی سازش کے مقابلہ میں عظیم ہوتی ہے، اس کی تائید اس حدیث میں ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز پڑھانے کے لیے عید گاہ میں تشریف لے گئے، جب آپ عورتوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا: اے خواتین! تم صدقہ کیا کرو، کیونکہ مجھے یہ دکھایا گیا ہے کہ اہل دوزخ میں تمہاری تعداد بہت زیادہ ہے۔ عورتوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! وہ کس وجہ سے؟ آپ نے فرمایا: تم لعن طعن بہت زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو، اور عورتیں جو ناقص العقل اور ناقص الدین ہیں ان میں سے میں نے کوئی ایسی نہیں دیکھی جو تم سے زیادہ کسی ہوشیار اور دانا مرد کی عقل کو زائل کرنے والی ہو۔ انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہمارے دین میں کیا کمی ہے اور ہماری عقل میں کیا کمی ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا یہ بات نہیں ہے کہ عورت کی شہادت مرد کی شہادت کا نصف ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: یہ عورتوں کی عقل کی کمی ہے، آپ نے فرمایا: کیا یہ بات نہیں ہے کہ جب عورتوں کو حیض آتا ہے تو وہ نماز پڑھتی ہیں نہ روزہ رکھتی ہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: یہ ان کے دین کی کمی ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۰۴، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۰، ۷۹، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۴۶۷۹، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۵۷۶، السنن الکبریٰ رقم الحدیث: ۱۴۳۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۰۰۳، مسند احمد ج ۲، ص ۶۶، طبع قدیم، مسند احمد رقم الحدیث: ۵۳۴۳، عالم الکتب و دار الفکر)

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ

اور عورتیں شہر میں یہ باتیں کرنے لگیں کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے نوجوان (غلام) کو اپنی طرف راغب

Marfat.com

نَفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾

کر رہی ہے، اس کی محبت اس کے دل پر چھا چکی ہے، بے شک ہم اس کو صریح بے راہ روی میں دیکھ رہی ہیں ○

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً

جب اس عورت نے ان عورتوں کی نکتہ چینی سنی تو اس نے ان کو بلوایا اور اس نے ان کے لیے تکیے سجا کر ایک محفل منعقد کی

وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ ۚ فَلَمَّا

اور ان میں سے ہر ایک کو ایک چھری دے دی اور (یوسف سے) کہا ان کے سامنے باہر آؤ، ان عورتوں نے

رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؗ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا

جب یوسف کو دیکھا تو بہت عظیم جانا اور انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے، اور کہا سبحان اللہ! یہ

بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ

بشر نہیں ہے یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے ○ اس نے کہا یہی ہے وہ جس کی وجہ سے تم مجھ کو ملامت کرتی

فِیْهِ ؕ وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَ لَىِٕنْ لَّمْ یَفْعَلْ

تھیں، میں نے اس کو اپنی طرف راغب کیا تھا یہ بچا رہا، اور اگر اس نے وہ کام نہیں کیا جو میں

مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَ لَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ

نے اس سے کہا ہے، تو یہ ضرور قید کر دیا جائے گا اور یہ بے عزت لوگوں میں سے ہو جائے گا ○ یوسف نے کہا اے میرے رب!

السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۚ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ

مجھے قید ہونا اس گناہ سے پسند ہے جس کی طرف مجھے یہ دعوت دیتی ہیں اور اگر تو نے ان کی سازش

كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ

مجھ سے دور نہ کی تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور میں جاہلوں سے ہو جاؤں گا ○ پس ان کے رب نے

لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۴﴾

ان کی دعا قبول کی اور ان کو عورتوں کی سازش سے محفوظ کر دیا، بے شک وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے ○

Marfat.com

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۳۵﴾

پھر (یوسف کی پاکبازی کی) علامات دیکھنے کے باوجود ان کی یہی رائے ہوئی کہ وہ کچھ عرصہ کے لیے یوسف کو ضرور قید کردیں ○

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور عورتیں شہر میں یہ باتیں کرنے لگیں کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے نوجوان (غلام) کو اپنی طرف راغب کر رہی ہے، اس کی محبت اس کے دل پر چھا چکی ہے، بے شک ہم اس کو صریح بے راہ روی میں دیکھ رہی ہیں○ (یوسف: ۳۰)

مصر کی عورتوں کی نکتہ چینی

ان عورتوں کے متعلق دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ وہ چار عورتیں تھیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ پانچ عورتیں تھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان میں سے ایک بادشاہ کے ساقی کی بیوی تھی، دوسری بادشاہ کے وزیر کی بیوی تھی، تیسری جیل کے داروغہ کی بیوی تھی، اور چوتھی باورچی کی بیوی تھی۔ مقاتل نے ان چار کے علاوہ نقیب کی بیوی کا بھی اضافہ کیا ہے۔ (زاد المسیر ج ۴ ص ۲۱۴، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، ۱۴۰۷ھ)

قد شغفها حبا: اس کے دو معنی ہیں: شغاف اس کھال کو کہتے ہیں جو دل پر محیط ہوتی ہے، اس کو قلب کا غلاف کہتے ہیں یعنی حضرت یوسف کی محبت اس کھال تک پہنچ کر اس کے دل میں سرایت کر گئی تھی اور اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ حضرت یوسف کی محبت اس کے دل کا اس طرح احاطہ کر چکی تھی جس طرح غلاف کسی چیز کا احاطہ کرتا ہے۔ (لسان العرب، الصحاح) ان عورتوں نے کہا: بے شک ہم اس کو صریح بے راہ روی میں دیکھ رہی ہیں کیونکہ حضرت یوسف ان کے نزدیک غلام کے حکم میں تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف کو عزیز مصر سے مانگ لیا تھا۔ عزیز مصر نے حضرت یوسف کو اسے بخش دیا، اور پوچھا: تم اس کا کیا کرو گی؟ اس نے کہا: میں اس کو بیٹا بناؤں گی۔ اس نے کہا: یہ تمہارا ہے۔ اس عورت نے حضرت یوسف کی پرورش کی، اور اس کے دل میں حضرت یوسف کی محبت تھی، وہ حضرت یوسف کے سامنے بن سنور کے رہتی تھی اور مختلف حیلوں سے حضرت یوسف کو اپنی طرف مائل اور راغب کرنے کی کوشش کرتی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ (الجامع لاحکام القرآن جز ۹ ص ۱۵۵)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جب اس عورت نے ان عورتوں کی نکتہ چینی سنی تو اس نے ان کو بلوایا اور اس نے ان کے لیے تکیے سجا کر ایک محفل منعقد کی، اور ان میں سے ہر ایک کو ایک چھری دے دی، اور (یوسف سے) کہا ان کے سامنے باہر آؤ، ان عورتوں نے جب یوسف کو دیکھا تو بہت عظیم جانا اور انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہا: سبحان اللہ! یہ بشر نہیں ہے یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے○ (یوسف: ۳۱)

مصر کی عورتوں کی نکتہ چینی کا منشاء

اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کی نکتہ چینی کو مکر سے تعبیر فرمایا ہے، اس کی حسب ذیل وجوہ ہیں:

(۱) ان عورتوں نے یہ نکتہ چینی اس لیے کی تھی تاکہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے رُخ زیبا کو دیکھ سکیں کیونکہ ان کو اندازہ تھا کہ جب عزیز مصر کی بیوی ان کی اس تنقید کو سنے گی تو وہ ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرۂ مبارک دکھائے گی تاکہ ان عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ اگر وہ حضرت یوسف پر فریفتہ ہو گئی ہے تو وہ اس میں معذور ہے۔

(۲) عزیز مصر کی بیوی نے ان عورتوں کو اپنا رازدار بنایا تھا اور یہ بتا دیا تھا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت کرتی

Marfat.com

ہے، لیکن جب ان عورتوں نے اس کا راز فاش کر دیا تو یہ ان کی بدعہدی اور مکر تھا۔
(۳) ان عورتوں نے اس کی غیبت کی تھی اور یہ غیبت مکر کے مشابہ تھی۔
یہ عورتیں بظاہر عزیز مصر کی بیوی پر نکتہ چینی کر رہی تھیں کہ وہ اپنے غلام پر فریفتہ ہو گئی ہے لیکن حقیقت میں وہ یہ چاہتی تھیں کہ عزیز مصر کی بیوی اپنا عذر ظاہر کرنے کے لیے انہیں حضرت یوسف کا حسین و جمیل چہرہ دکھائے، اسی طرح جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضِ وفات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام بنانے کا حکم دیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپ حضرت عمر کو نماز پڑھانے کا حکم دے دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم حضرت یوسف کے زمانہ کی عورتوں کی طرح ہو۔
حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے ایام میں فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ ابوبکر جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان پر رونے کا غلبہ ہو گا اور وہ لوگوں کو اپنی قرأت نہیں سنا سکیں گے، آپ حضرت عمر کو نماز پڑھانے کا حکم دیں۔ پھر حضرت عائشہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہیں کہ حضرت ابوبکر جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان پر رونے کا غلبہ ہو گا اور وہ لوگوں کو اپنی قرأت نہیں سنا سکیں گے۔ حضرت حفصہ نے اسی طرح کہا، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوڑو، تم تو حضرت یوسف کے زمانہ کی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ سے کہا: میں تمہارے مقابلہ میں کبھی خیر کو حاصل نہیں کر سکتی۔
(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۷۹، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۴۱۸، سنن النسائی رقم الحدیث: ۸۳۴، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۷۰۸۴)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا منشاء یہ تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ایک مرتبہ حکم دینے سے حضرت ابوبکر کو امام بنا دیا جاتا تو ہو سکتا ہے کہ بعد میں کوئی کہنے والا یہ کہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے کسی حال میں یہ حکم دیا تھا یا سہو یا غفلت میں یہ حکم دیا تھا یا اتفاقاً یہ حکم دیا تھا، اگر آپ کی توجہ کسی اور کی طرف دلائی جاتی تو آپ اس کو حکم دے دیتے، لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو بار حضرت عمر کی طرف توجہ دلائی گئی اور آپ نے ہر بار حضرت ابوبکر ہی کو امام بنانے کا حکم دیا تو واضح ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غفلت سے یا بیماری کے کسی حال میں یہ حکم نہیں دیا تھا بلکہ پوری توجہ، حاضر دماغی اور بیداری ذہن کے ساتھ یہ حکم دیا تھا اور حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کا بار بار کسی اور کا سوال کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر بار بالاصرار حضرت ابوبکر ہی کا حکم دینا حضرت ابوبکر کی امامت کو پختہ اور موکد کر دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا: تم حضرت یوسف کے زمانہ کی عورتوں کی طرح ہو یعنی جس طرح وہ بظاہر عزیز مصر کی بیوی پر نکتہ چینی کر رہی تھیں اور حقیقت میں حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال دیکھنا چاہتی تھیں اسی طرح تم بھی بظاہر یہ کہہ رہی ہو کہ کسی اور کو امام بنایا جائے اور درحقیقت تم یہ چاہتی ہو کہ حضرت ابوبکر کی امامت کو اور پختہ اور موکد کر دیا جائے تاکہ کوئی کہنے والا یہ نہ کہہ سکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے کسی حال میں حضرت ابوبکر کو امام بنایا تھا۔

مصری خواتین کی دعوت کا اہتمام

عزیز مصر کی بیوی نے جب یہ سنا کہ یہ عورتیں اس کی حضرت یوسف سے بے حد زیادہ محبت کی وجہ سے اس کو ملامت کر رہی ہیں تو اس نے اپنے عذر کو ظاہر کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے ان عورتوں کو بلایا اور ان کے لیے ایک مجلس منعقد کی۔ قرآن مجید میں متکئا کا لفظ ہے، اس کا معنی ہے چھوٹے تکیے اور گدے، اس کا دوسرا معنی ہے طعام۔ عتبی نے کہا: اصل محاورہ

Marfat.com

یہ ہے کہ تم جس شخص کو کھانے کی دعوت دو پھر تم اس کے بیٹھنے کے لیے گدے بچھاؤ تو اس طعام کو بطور استعارہ متکئا کہا جاتا ہے' اس کا تیسرا معنی ہے اترج یا اترنجہ- یہ ایک خوش رنگ اور خوش ذائقہ پھل ہے' اس کا حجم بڑا ہوتا ہے اور اس کا ذائقہ کھٹا اور میٹھا ہوتا ہے' اس کی تاثیر گرم تر ہے اور اس کے طبی فوائد بہت زیادہ ہیں- اس کا اصل معنی یہی ہے لیکن اس جگہ یہ انواع و اقسام کے پھلوں پر محمول ہے جو اس مجلس میں ان کے کھانے کے لیے رکھے گئے تھے- اس کا چوتھا معنی ہے ایسے پھل جو کاٹ کر کھائے جاتے ہیں- (زاد المسیر' الجامع لاحکام القرآن' تفسیر کبیر) خلاصہ یہ ہے کہ عزیز مصر کی بیوی نے ان عورتوں کی دعوت کی اور ان میں سے ہر عورت کو ایک معین جگہ بٹھا دیا اور پھل یا گوشت کاٹنے کے لیے ہر ایک کے ہاتھ میں چھری دے دی' پھر اس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ وہ ان عورتوں کے سامنے آئیں اور ان عورتوں کے سامنے سے گزریں-

جب ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اچانک دیکھا تو انہوں نے آپ کو بہت عظیم جانا' اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جلوۂ حُسن کو دیکھنے میں اس قدر منہمک اور مستغرق ہوئیں کہ انہوں نے پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور ان کو بالکل پتا نہیں چلا-

حضرت یوسف کے غیر معمولی حُسن کے متعلق احادیث اور آثار

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے معراج کے سلسلہ میں ایک طویل حدیث روایت کی ہے' اس میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا- جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا' ان سے پوچھا گیا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: جبرئیل! ان سے پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں انہیں بلایا گیا ہے! پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام تھے اور (لوگوں کا) نصف حُسن ان کو عطا کیا گیا تھا' الحدیث- (صحیح مسلم الایمان: ۲۵۹ (۱۶۲) الرقم المسلسل: ۴۰۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کی والدہ کو نصف حُسن عطا کیا گیا تھا-

(مسند احمد رقم الحدیث: ۱۴۰۵۲ دار الفکر طبع جدید' جامع البیان رقم الحدیث: ۱۴۷۱۲' المستدرک ج ۲ ص ۵۷۰)

ربیعہ الجرشی نے کہا: حُسن کے دو حصے کیے گئے' ایک حصہ حضرت یوسف اور ان کی والدہ کو دیا گیا اور باقی ایک حصہ تمام لوگوں کو دیا گیا- (جامع البیان رقم الحدیث: ۱۴۷۱۵' تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: ۱۱۵۵۹)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت یوسف کا چہرہ بجلی کی طرح چمکتا تھا-

(تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: ۱۱۵۵۹)

امام ابن المنذر' امام ابو الشیخ اور امام طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرہ بجلی کی طرح چمکتا تھا اور جب کوئی عورت ان کے پاس کسی کام سے آتی تو حضرت یوسف اپنے چہرے پر نقاب ڈال لیتے تھے اس خوف سے کہ کہیں وہ عورت کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائے- (الدر المنثور ج ۴ ص ۵۳۲)

امام ابو الشیخ نے اسحٰق بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر کی گلیوں میں جاتے تھے تو ان کا چہرہ دیواروں پر اس طرح چمکتا تھا جس طرح سورج دیواروں پر چمکتا ہے- (الدر المنثور ج ۴ ص ۵۳۲)

امام عبد بن حمید' امام ابن المنذر اور امام ابو الشیخ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حُسن کی لوگوں پر اس طرح فضیلت تھی جس طرح چودھویں رات کے چاند کی ستاروں پر فضیلت ہوتی ہے-

(الدر المنثور ج ۴ ص ۵۳۲' مطبوعہ دار الفکر بیروت' ۱۴۱۴ھ)

Marfat.com

ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس لیے عظیم جانا کہ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے چہرے پر انوارِ نبوت اور آثارِ رسالت دیکھے اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ ان میں فرشتوں کے خواص ہیں کیونکہ وہ کھانے پینے کی چیزوں کی طرف اور عورتوں کی طرف التفات نہیں کرتے تھے اور ان کے دلوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کا رُعب طاری ہو گیا اس لیے انہوں نے بے ساختہ کہا: یہ بشر نہیں ہے، یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔

مصری خواتین کا پھلوں کی بجائے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لینا

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ اپنی سندوں کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

ابن زید نے کہا: وہ عورتیں چھریوں کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو کاٹ رہی تھیں اور ان کا یہی گمان تھا کہ وہ پھلوں کو کاٹ رہی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حُسن کو دیکھ کر ان کی عقلیں جاتی رہی تھیں۔ قتادہ نے کہا: انہوں نے اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا اور ان کو بالکل پتا نہیں چلا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا: آپ ان کے سامنے آئیں، حضرت یوسف ان کے سامنے آئے، جب انہوں نے حضرت یوسف کے حُسن کو دیکھا تو ان کی عقلیں مغلوب ہو گئیں، انہوں نے چھریوں سے اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا اور ان کو بالکل پتا نہیں چلا کہ وہ کیا کر رہی ہیں۔

(جامع البیان جز ۱۲ ص ۲۷۰، مطبوعہ دار الفکر، ۱۴۱۵ھ)

امام ابن ابی حاتم نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا کہ اس عورت نے منتظم سے کہا کہ یوسف کو سفید لباس پہناؤ، کیونکہ سفید لباس میں انسان زیادہ حسین معلوم ہوتا ہے، اور جس وقت وہ عورتیں پھل کاٹ رہی ہوں اس وقت یوسف کو ان کے سامنے لے جانا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام ان کے سامنے آئے تو وہ حضرت یوسف کو دیکھنے میں ایسی مدہوش ہوئیں کہ انہوں نے پھلوں کی بجائے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور ان کو درد کا بالکل احساس نہیں ہوا، اور جب حضرت یوسف ان کے سامنے سے چلے گئے تو پھر انہیں درد کا احساس ہوا اور پھر عزیز مصر کی بیوی نے کہا: تم نے تو ایک لمحہ کے لیے یوسف کو دیکھا ہے تو تمہارا یہ حال ہو گیا تو سوچو کہ جو دن رات یوسف کے ساتھ رہتی ہو اس کا کیا حال ہوا ہو گا! تو وہ عورتیں بے ساختہ بولیں کہ سبحان اللہ! یہ بشر نہیں ہے، یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم کی ایک اور روایت میں ہے کہ جب حضرت یوسف ان عورتوں کے سامنے سے چلے گئے تو عزیز مصر کی بیوی نے کہا: یہ ہے وہ شخص جس سے محبت کی وجہ سے تم مجھ کو ملامت کر رہی تھیں، تم نے دیکھ لیا کہ تم اس کو ایک نظر دیکھ کر اس قدر مدہوش ہوئیں کہ تم نے پھلوں کی بجائے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور تم کو بالکل درد نہیں ہوا۔ جب ان عورتوں نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں اور بہتے ہوئے خُون کو دیکھا تو وہ درد کی شدت سے کراہنے اور رونے لگیں اور انہوں نے کہا: یہ بشر نہیں ہے، یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے اور ہم آج کے بعد اس کی محبت کی وجہ سے تم کو ملامت نہیں کریں گی۔

(الدر المنثور ج ۴ ص ۵۳۲-۵۳۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ)

حضرت یوسف علیہ السلام کو فرشتہ کہنے کی توجیہ

ان عورتوں نے حضرت یوسف کو دیکھ کر جو یہ کہا تھا کہ یہ بشر نہیں ہے یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے، اس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ یہ بہت غیر معمولی حُسن کے مالک ہیں، اس لیے کہ عام لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات مرکوز ہے کہ فرشتوں سے زیادہ کوئی حسین نہیں ہوتا اور شیطان سے زیادہ کوئی بدشکل نہیں ہوتا، لہٰذا ان کا حضرت یوسف کو فرشتہ کہنا ان کے غیر معمولی حُسن کی وجہ سے تھا، دوسری وجہ یہ ہے کہ فرشتوں میں شہوت اور غضب کا مادہ نہیں ہوتا، ان کی غذا تو صرف اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہے،

Marfat.com

پھر جب ان عورتوں نے یہ دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان عورتوں میں سے کسی عورت کے چہرے کی طرف نہیں دیکھا حالانکہ جب کوئی عام آدمی عورتوں کے پاس سے گزرے تو ان کی طرف ضرور نظر ڈالتا ہے تو انہوں نے کہا: یہ بشر نہیں ہے، یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ ہم نے ان میں کوئی شہوت کا اثر نہیں دیکھا، نہ ان میں بشریت یا انسانیت کا کوئی تقاضا دیکھا، یہ انسان اور بشر کی تمام سفلی صفات سے منزہ ہیں اور انہیں دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے انسانیت کے پیکر میں کوئی عظیم فرشتہ ہو۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر کہا: حاشاللہ! یعنی عزیز مصر کی بیوی نے ان پر جو تہمت لگائی ہے یہ اس تہمت سے بہت دُور ہیں اور یہ تو گناہوں سے بری ہونے میں فرشتوں کی طرح معصوم ہیں، یہ کوئی عام بشر نہیں ہیں جن کے متعلق ایسی بدگمانی کی جا سکے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اس نے کہا یہی ہے وہ جس کی وجہ سے تم مجھ کو ملامت کرتی تھیں، میں نے اس کو اپنی طرف راغب کیا تھا یہ بچا رہا، اور اگر اس نے وہ کام نہیں کیا جو میں نے اس سے کہا ہے، تو یہ ضرور قید کر دیا جائے گا اور یہ بے عزت لوگوں میں سے ہو جائے گا ○ (یوسف: ۳۲)

حضرت یوسف علیہ السلام کی سخت آزمائش

جب مصر کی عورتوں نے عزیز مصر کی بیوی کے متعلق کہا کہ وہ اپنے غلام پر فریفتہ ہو گئی ہے اور ہم اس کو صریح بے راہ روی میں دیکھتی ہیں تو اس نے ایک محفل میں ان کو بلایا اور ان کے ہاتھوں میں پھل کاٹنے کے لیے چھریاں دے دیں اور خادم سے کہا: یوسف کو بلا کر لاؤ، جب اچانک حضرت یوسف ان کے سامنے آئے تو وہ جلوۂ یوسف کو دیکھ کر ایسی مدہوش ہوئیں کہ بے خودی میں انہوں نے پھلوں کی بجائے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور ان کو احساس تک نہیں ہوا، تب عزیز مصر کی بیوی نے کہا: یہی ہے وہ جس کی وجہ سے تم مجھ کو ملامت کرتی تھیں، تم نے تو اس کو ایک لمحہ کے لیے دیکھا ہے تو سوچو جو اس کے ساتھ دن رات رہتی ہو اس کی بے خودی کا کیا حال ہو گا!

اس آیت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی اور گناہ میں ملوث نہ ہونے کی صاف تصریح ہے کیونکہ اس عورت نے اعتراف کیا میں نے اس کو اپنی طرف راغب کیا تھا یہ بچا رہا، پھر اس نے یوسف علیہ السلام کو دھمکی دی کہ اگر انہوں نے اس کی خواہش پوری نہ کی تو وہ ان کو جیل میں ڈلوا دے گی اور ان کو بے عزت کرا دے گی اور یہ بہت بڑی اور خطرناک دھمکی تھی، کیونکہ جو شخص لوگوں کی نگاہوں میں عزت دار ہو، جو منصب نبوت اور مرتبہ رسالت پر فائز ہو اگر اس کی عزت و ناموس کو خطرہ ہو اور لوگوں کی نگاہوں میں اس کے بے توقیر ہونے کا کھٹکا ہو تو یہ اس کے لیے سخت آزمائش ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یوسف نے کہا: اے میرے رب! مجھے قید ہونا اس گناہ سے پسند ہے جس کی طرف مجھے یہ دعوت دیتی ہیں اور اگر تو نے ان کی سازش مجھ سے دُور نہ کی تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور میں جاہلوں سے ہو جاؤں گا ○ پس ان کے رب نے ان کی دُعا قبول کی اور ان کو عورتوں کی سازش سے محفوظ کر دیا، بے شک وہ بہت سننے والا، خوب جاننے والا ہے ○ (یوسف: ۳۴-۳۳)

اللہ تعالیٰ کی عنایت کے بغیر گناہ سے بچنا ممکن نہیں

اس آیت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی جس دُعا کا ذکر ہے اس میں حضرت یوسف علیہ السلام نے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے یعنی یہ سب عورتیں ان کو گناہ کی طرف بلا رہی تھیں، اس کا ایک محمل تو یہ ہے کہ یہ سب عورتیں حضرت یوسف سے

Marfat.com

اپنی اپنی خواہش کا اظہار کر رہی تھیں اور محفل میں شریک ہر عورت یہ چاہتی تھی کہ حضرت یوسف اس کی خواہش کو پورا کریں، اس کا دوسرا محمل یہ ہے کہ وہ عورتیں مل کر عزیز مصر کی بیوی کی سفارش کر رہی تھیں کہ تم نے اس عورت کی خواہش پوری نہ کر کے اس کے اوپر ظلم کیا ہے، تمہیں اپنی عزت کو قائم رکھنے کے لیے اور مال و دولت اور سہولتوں کی فراوانی حاصل کرنے کے لیے یہ چاہیے کہ تم اس کی خواہش کو پورا کرو۔

امام فخرالدین محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

اس موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام کے ذہن میں انواع و اقسام کے وسوسے تھے: (۱) عزیز مصر کی بیوی بہت خوب صورت ہے۔ (۲) وہ بہت مال دار اور بڑے مرتبہ کی ہے اور وہ یہ کہتی ہے کہ اگر تم نے میری خواہش پوری کر دی تو میں سب کچھ تم پر نچھاور کر دوں گی۔ (۳) محفل میں شریک ہر عورت ان سے اپنی خواہش کا اظہار کر رہی تھی اور خواہش پوری نہ کرنے کی صورت میں ان کو دھمکیاں دے رہی تھی اور اس معاملہ میں عورتوں کی سازشیں بہت سنگین ہوتی ہیں۔ (۴) حضرت یوسف ان عورتوں کے شر سے بہت خوف زدہ تھے، ان کو یہ خطرہ تھا کہ اگر ان عورتوں کی بات نہ مانی تو وہ ان کو قتل کروا دیں گی۔ اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے ذہن میں اس کام کی طرف ترغیب کی بھی وجوہات تھیں اور کام نہ کرنے کی صورت میں ڈر اور خوف کی بھی وجوہات تھیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈر تھا کہ گناہ کی تحریک کے یہ اسباب بہت قوی ہیں کہیں یہ ان کے پائے استقامت کو ڈگمگا نہ دیں اور بشری قوت اور انسانی طاقت ایسی قوی ترغیبات اور تحریکات کے مقابلہ میں پاک دامنی پر برقرار رہنے کے لیے ناکافی ہے الا یہ کہ اللہ تعالیٰ دستگیری فرمائے اور وہ بندے کو گناہ کے تاریک گڑھے میں گرنے سے بچا لے، اس لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی: اے میرے رب! مجھے قید ہونا اس گناہ سے پسند ہے جس کی طرف مجھے یہ دعوت دیتی ہیں اور اگر تُو نے ان کی سازش مجھ سے دُور نہ کی تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا۔

قید میں گرفتار ہونا مشقت اور مصیبت ہے اور جو ان کا مطلوب تھا وہ سراسر لذت اور عیش تھا، لیکن حضرت یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ اس عارضی لذت کا انجام دنیا کی رُسوائی اور آخرت کا عذاب ہے اور انہوں نے دُنیا کی رُسوائی اور آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں قید کی مشقت اور مصیبت کو اختیار کر لیا اس لیے فرمایا: مجھے قید ہونا اس گناہ سے پسند ہے جس کی طرف مجھے یہ دعوت دیتی ہیں (ہم نے اس کا ترجمہ زیادہ پسند نہیں کیا کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا ان کی دعوت بھی کسی درجہ میں پسند تھی، لیکن زیادہ پسند قید ہونا تھا...... سعیدی غفرلہ) اور اس سے یہ قاعدہ معلوم ہوا کہ جب انسان دو مصیبتوں میں سے کسی ایک مصیبت میں لازماً گرفتار ہو تو آسان مصیبت کو اختیار کر لے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں دُنیا کی مصیبت اختیار کر لینی چاہیے۔ اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی عنایت شاملِ حال نہ ہو انسان کسی گناہ سے بچ سکتا ہے نہ کسی نیکی کو اختیار کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی دُعا کو قبول کر لیا اور ان عورتوں کی سازش سے حضرت یوسف علیہ السلام کو محفوظ کر دیا، بے شک وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر (یوسف کی پاکبازی کی) علامات دیکھنے کے باوجود ان کی یہی رائے ہوئی کہ وہ کچھ عرصہ کے لیے یوسف کو ضرور قید کر دیں ○ (یوسف: ۳۵)

حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کرنے کا سبب

جب عزیز مصر پر حضرت یوسف علیہ السلام کی تہمت سے برأت ظاہر ہو گئی تو واضح طور پر اس نے حضرت یوسف سے

Marfat.com

کوئی تعرض نہیں کیا، ادھر وہ عورت اپنی تمام حیلہ سازیوں اور مکر و فریب کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی موافقت پر ابھارتی رہی، اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی، پھر جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام سے مایوس ہوگئی تو اس نے اپنا انتقام لینے کے لیے اپنے خاوند سے کہا: اس عبرانی غلام نے مجھے لوگوں کے درمیان رُسوا کر دیا ہے، یہ لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ اس عورت نے اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے مجھے بہکایا اور ورغلایا تھا اور میں ہر شخص کے سامنے جا کر اپنا عُذر نہیں بیان کر سکتی اس لیے اس فحش بات کا چرچا روکنے کے لیے اس غلام کو قید کر دیا جائے۔ عزیز مصر نے سوچا اس طرح اس کی بھی بدنامی ہو رہی ہے، اس لیے مصلحت اسی میں ہے کہ لوگوں کی زبانیں بند کرنے کے لیے اس کو قید کر دیا جائے۔ (جامع البیان جز ۱۲ ص ۲۷۹، ملخصاً)

حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکبازی کی علامات

اس آیت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکبازی کی علامات کا ذکر ہے، وہ علامات یہ تھیں: حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کا پیچھے سے پھٹا ہوا ہونا، حضرت یوسف کا اس عورت سے بھاگنا اور اس عورت کا حضرت یوسف کا پیچھا کرنا، اس عورت کے خاندان کے ایک شخص کا اس عورت کو قصوروار قرار دینا اور حضرت یوسف کی برأت کو بیان کرنا، اس دعوت میں حضرت یوسف کو دیکھ کر ان عورتوں کا ہاتھ کاٹ لینا اور حضرت یوسف کی برأت کے لیے سبحان اللہ کہنا، اور ان کی پارسائی کی وجہ سے ان کو فرشتہ قرار دینا۔

قید کی مدت

عکرمہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام سات سال قید خانے میں رہے۔ (جامع البیان رقم الحدیث: ۱۴۷۴۰)

طارق اور سعید بن جبیر نے کہا: یہ مدت چھ ماہ تھی۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: ۱۱۵۹۱)

ابو صالح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ مدت پانچ سال تھی۔ حضرت ابن عباس سے ایک اور روایت ہے کہ یہ مدت ایک سال تھی۔ عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے سات سال کی روایت کی ہے۔ عطا نے کہا: یہ قید اس وقت تک کے لیے تھی حتیٰ کہ لوگوں کی زبانیں اس واقعہ کے ذکر سے بند ہو جائیں۔ الماوردی نے کہا: اس قید کی کوئی مدت معین نہیں کی گئی تھی اور ان کو غیر محدود مدت کے لیے قید کیا گیا تھا اور یہی قول صحیح ہے۔

(زاد المسیر ج ۴ ص ۲۲۲، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۷ھ)

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۗ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ

اور یوسف کے ساتھ دو جوان (بھی) قید خانے میں داخل ہوئے، ان میں سے ایک نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں

خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا

شراب (کے لیے انگور) نچوڑ رہا ہوں، اور دوسرے نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے

تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۗ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾

ہوں جن سے پرندے کھا رہے ہیں، آپ ہمیں اس کی تعبیر بتائیے ہمارا گمان ہے کہ آپ نیک لوگوں میں سے ہیں ○

Marfat.com